عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ
ختم نبوّة

۱۰-۱۱
۶ر تا ۱۹ر ربیع الاول ۱۴۱۶ھ بمطابق ۴ر تا ۱۷ر اگست ۱۹۹۵ء

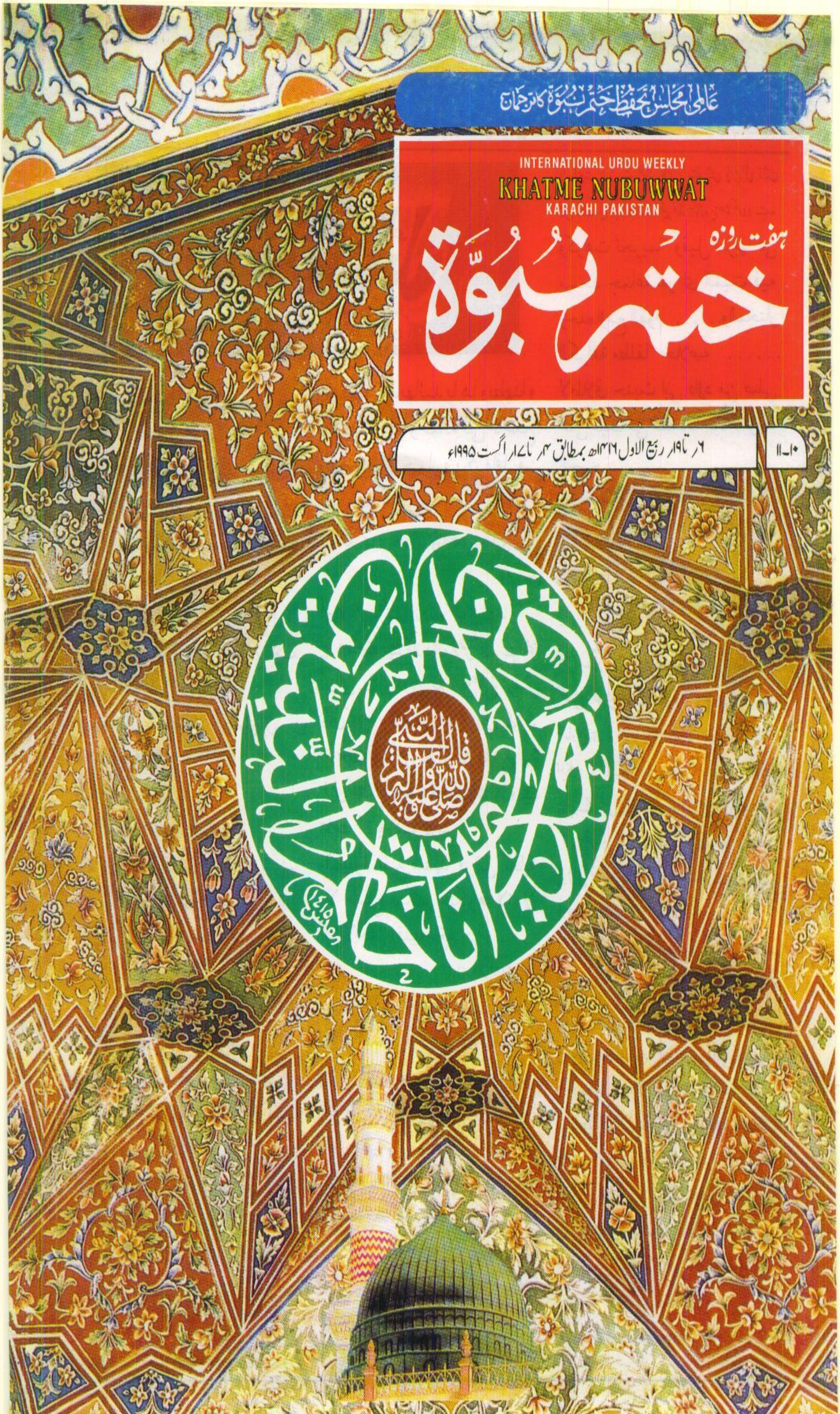

نمبر۶۔ مرد کے کفن کے مسنون کپڑے تین ہیں۔
i۔ ازار (تہبند) سر سے پاؤں تک یعنی تقریباً" (اڑھائی گز لمبائی) اور سوا سے ڈیڑھ گز چوڑائی ہو۔
ii لفافہ (چادر) ازار سے لمبائی میں ۴ گرہ زیادہ یعنی تقریباً" پونے تین گز لمبائی اور سوا سے ڈیڑھ گز تک چوڑائی ہو۔
iii۔ کرتہ (قمیص، کفنی) بغیر آستین اور بغیر کلی کا، گردن سے پاؤں تک یعنی تقریباً" اڑھائی گز تا پونے تین گز لمبائی اور ایک گز چوڑائی ہو۔
عورت کے کفن کے لئے مسنون کپڑے پانچ ہیں۔
i۔ ازار (تہبند) ایضاً"۔
ii۔ لفافہ (چادر) ایضاً"
iii کرتہ بغیر آستین اور کلی کا ایضاً"
iv۔ سینہ بند، بغل سے زانوں تک ہو تو زیادہ اچھا ہے، ورنہ ناف تک بھی درست ہے اور چوڑائی میں اتنا ہو کہ بندھ جائے یعنی دو گز لمبائی اور سوا گز چوڑائی ہو۔
v۔ سر بند (اوڑھنی، خمار) تین ہاتھ لمبا ہو یعنی ڈیڑھ گز لمبائی اور بارہ گرہ چوڑائی ہو۔
خلاصہ یہ کہ مرد کے کفن مسنونی میں ایک گز چوڑائی کا کپڑا اندازاً" دس گز استعمال ہوتا ہے اور عورت کیلئے ساڑھے اکیس گز، غسل کے تہبند دستانے اس کے علاوہ ہیں اور بچے کا کفن اس کے مناسب حال مثل سابق ہوگا۔
ولیسن فی الکفن له ازار و قمیص و لفافه، و تکره العمامة للمیت فی الاصح ......ولها درع ای قمیص و ازار و خمار و لفافه ....و خرقة تربط بهاثیدیا ها وبطنها و کفایة له ازار و لفافة فی الاصح ولها ثوبان و خمار و یکره اقل من ذلک الخ

(درمختار ج ۱ ص ۱۳۱) (کذافی الفتاوی العالمگیری ے ج ۱ ص ۱۶۰)

نمبر۷۔ میت کیلئے نماز جنازہ مشروع ہے۔
نمبر۸۔ میت کیلئے نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر کسی نے بھی اس پر نماز نہ پڑھی تو جن جن لوگوں کو معلوم تھا وہ سب گناہ گار ہوں گے، اور اگر صرف ایک شخص نے بھی نماز جنازہ پڑھ لی تو فرض کفایہ ادا ہوجائے گا کیونکہ نماز جنازہ کیلئے جماعت شرط یا واجب نہیں۔
والصلوة علیه صفتها فرض کفایة بالا جماع فیکفر منکرها لانه ان کرالاجماع قنیه الخ۔

(درمختار ج ۱ ص ۱۳۱)

الصلٰوة علی الجنازة فرض کفایة اذا قام به البعض واحداً" کان اوجماعة ذکراً" کان اوانثی سقط عن الباقین واذا شرک الکل اثموا هکذا فی التتارخانیه۔

(فتاوی ہندیة ج ۱ ص ۱۶۲)

نمبر۹۔ نماز جنازہ کسی میدان میں یا جو جگہ نماز جنازہ کیلئے مخصوص کی گئی ہو اس میں پڑھنی چاہئے، مسجد جماعت میں نماز جنازہ مطلقاً" ہر صورت میں مکروہ تحریمی ہے لیکن بارش وغیرہ کے عذر سے یا جو مسجد نماز جنازہ ہی کیلئے بنائی گئی ہو اس میں اسی طرح قبرستان میں بلاکراہت جائز ہے البتہ عام راستے میں یا پرائی زمین میں مالک کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔
وکرهت تحریما" وقیل تنزیها فی مسجد جماعة هو ای المیت فیه وحده اؤمع القوم ......والمختار الکراهة مطلقا" خلاصه ...... لاطلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلاصلوة له انتہی۔
(قوله مطلقا") وفی مختارات النوازل سواء کان المیت فیه اؤ خارجه هوظاهر الروایته الخ۔

(درمختار ج ۱ ص ۱۲۳ علی حاشیہ رد مختار ج ۲ ص ۲۲۵ باب صلوة الجنازة)

نمبر۱۱۔ قبر کم از کم میت کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے لیکن اگر پورے قد کے مساوی ہو تو زیادہ بہتر ہے تاکہ بدبو باہر نکلنے کا امکان نہ رہے اور درندوں سے بھی محفوظ ہوجائے، اس سے زیادہ گہرائی نہیں ہونی چاہئے۔ اور قبر کی لمبائی میت کے قد کے برابر اور چوڑائی نصف قد کے برابر ہو اس سے کم و بیش بلاضرورت ہے۔
وینبغی ان یکون مقدار عمق القبر الی صدر رجل وسط القامة و کلما زاد فهو افضل کذا فی الجوهرة النیره۔ وروی الحسن بن زیاد عن ابی حنیفه رحمهما اللّٰه تعالٰی طول القبر علی قدر طول الانسان وعرضه قدر نصف قامته کذا فی المضمرات۔

(فتاوی ہندیة ج ۱ ص ۱۶۶)

(قوله مقدار نصف قامته الخ) اوالی حدالصدر، وان زاد الی مقدار قامة فهو احسن کمافی الذخیرة فعلم ان الادنی نصف القالمة والا علی القامة

باقی ص ۲۷ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

۶ر تا ۱۹ر ربیع الاول ۱۴۱۶ھ
بمطابق ۴ر تا ۱۰ر اگست ۱۹۹۵ء

جلد نمبر ۱۴
شمارہ نمبر ۱۰-۱۱

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد حسینی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
عبداللہ ملک

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و سٹریکن
ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

منظور احمد وٹو صاحب وضاحت کریں ۴
فضائے بدر پیدا کر ۶
محمدی بیگم سے شادی کرنے کی پیشگوئی ۸
قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ ۱۲
تذکرہ شہدائے ختم نبوت ۱۵
سن کا آغاز و اہمیت ۱۸
تحریک ختم نبوت (منزل بہ منزل) ۱۹
DIFFERENCE BETWEEN MUSLIM AND QAOIANIS

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵
سہ ماہی ۴۵ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۹۰ ڈالر ○ یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
○ متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک و ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۴۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

قیمت ۳ روپے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: ۱۰۳ بزرٹہ لائن کراچی

میاں منظور احمد وٹو وضاحت فرمائیں!

۱۶ر جولائی کے روزنامہ جنگ کراچی کے آخری صفحہ پر ایک چھوٹی سی خبر اس طرح لگائی گئی:

لاہور (نمائندہ جنگ) وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو کے والد میاں جہانگیر خان وٹو جمعرات کو انتقال کر گئے ان کی عمر تقریباً ۸۵ سال تھی وہ کچھ عرصے سے علیل تھے۔ وزیر اعلیٰ کو شام کے وقت لاہور میں اس کی اطلاع ملی جس کے بعد وہ تمام مصروفیات ترک کر کے وساوے والا چلے گئے۔"

۲۳ر جولائی کے اخبار جنگ میں تعزیت کے عنوان سے گورنر سندھ سے متعلق خبر کا یہ جملہ شائع ہوا:

گورنر نے وزیر اعلیٰ پنجاب منظور وٹو سے ان کے والد میاں جہانگیر وٹو کے انتقال پر تعزیت کی اور مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی۔

وزیر اعلیٰ کے والد کی وفات پر تعزیت کے پیغامات میں اور بھی لوگوں کے دعائے مغفرت کا ذکر کیا گیا ہے۔

"موت" ایک ایسی تلخ حقیقت ہے کہ بڑے سے بڑا کافر بھی اس سے انکار نہیں کرتا' اور ہر ذی روح کو اس کا مزہ یقیناً "چکھنا ہے۔ نیک' بد' مسلم' کافر' چھوٹا بڑا کوئی بھی ہو اس کو موت سے مفر نہیں۔ اس تنگنائی سے گزرنا ازل سے تحریر کر دیا گیا ہے۔ تاہم بعض لوگوں کی موت قابل رشک پہلو اپنے اندر سموئے ہوتی ہے اور بعض کی موت سامان عبرت مہیا کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

"والد کی موت" یقیناً" وزیر اعلیٰ کے لئے طبعی صدمہ اور رنج کا باعث ہوئی ہوگی۔ اور یہ انسانی مزاج و طبعیت کا لازمی خاصہ ہے۔ لیکن اس صدمہ و رنج کو یہ پہلو اور بھی گہرا کر دیتا ہے کہ وزیر اعلیٰ کے والد تا حیات آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے دشمنوں کی صف میں شامل رہے بلکہ وہ قادیانی جماعت کے اندر اعلیٰ مقام حاصل کر کے "مربی" کے مرتبے تک پہنچ گئے تھے۔ ضلع اوکاڑہ میں انہوں نے قادیانیت کی تبلیغ اور مسلمانوں کو مرتد بنانے میں جو سرگرمی دکھائی' اور وساوے والا کو قادیانیت کے لئے دوسرا ربوہ بنانے کی جو محنت اور جدوجہد کی اس نے انہیں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر کا قرب بھی عطا کیا اور "مربی" کا مقام بھی دلوادیا۔

میاں منظور وٹو کے اقتدار اعلیٰ نے ان کے والد کی ارتدادی سرگرمیوں کو نہ صرف چھتری مہیا کی بلکہ تمام آئینی و قانونی حد بندیوں کو ریزہ ریزہ کر دینے میں پنجاب کی پوری انتظامی مشینری کو ان کا معاون بنادیا۔ ربوہ میں قادیانیوں کے جلسہ عام پر پابندی کا مذاق وساوے والا میں جلسہ عام کے ذریعہ اڑایا گیا۔ وزیر اعلیٰ نے مسلمانوں کو بے دست و پا کر دینے کے لئے ضلع اوکاڑہ میں ہماری معلومات کے مطابق نیچے سے اوپر تک تمام انتظامی امور قادیانی اہلکاروں کے قبضے میں دے دیئے میاں جہانگیر مشینری اور منظور وٹو کے قادیانی بیٹے نے عملاً" ضلع اوکاڑہ کو قادیانی اسٹیٹ میں تبدیل کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا ڈالا۔ حسب منشا نتائج بر آمد ہوئے یا نہیں؟ یہ ایک الگ سوال ہے۔

ان صفحات میں ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کی شومئی قسمت کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے ملک پاکستان میں برسر اقتدار آنے والے ہر گروہ نے اللہ کی صفت قہاریت سے آنکھیں بند کر کے اپنے مغربی آقاؤں کی خوشنودی یا خوف کے باعث محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت کے دشمنوں کو ہر طرح سے نوازنے کی روش اپنائے رکھی اور اس کے لئے ضرورت پڑی تو جاں نثاران ختم نبوت کے خون سے اس "سرزمین پاک" کی سیرابی سے بھی گریز نہ کیا گیا۔ میاں منظور وٹو صاحب ذرا گردن جھکا کر اپنے دور اقتدار پر ایک نظر ڈالیں تو شاید میاں جہانگیر خان کے ارتدادی کھیل کے لئے میدان ہموار کرتے رہنے کے سوال کو

اپنے پورے دور اقتدار کا کوئی تعمیری کارنامہ خوردبین سے ہی نظر آئے گا۔

موت کے چنگل سے نہ کوئی بچا ہے اور نہ بچ سکتا ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر ہر فرد بشر مجبور ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب بھی جنس بشر میں شامل ہیں۔ قوت اقتدار کے اب تک کے بے جا استعمال پر غور کر کے اپنے لئے آئندہ کا ایسا لائحہ عمل مرتب کرنے کی مہلت ابھی ان کے پاس ہے، جس سے اللہ کے دربار میں حاضری کیلئے اچھی کارکردگی کا نذرانہ پیش کرنے کو شش کی جا سکتی ہے۔ ابھی چند دن کی بات ہے دینی مدارس اور علماء کو ختم کر دینے کیلئے گونجنے والی گورنر پنجاب الطاف کی آواز موت کے آہنی پنجہ نے خاموش کر دی۔ اور وہ خود ختم ہو کر داور محشر کی عدالت میں مجرم کی حیثیت سے کھڑے ہیں۔ آج مسلمانوں کو مرتد بنانے والی میاں جہانگیر خان کی آواز ستلج اور بیاس کی خشک وادی میں دم توڑ گئی اور کل وزیر اعلیٰ پنجاب کی حیثیت میں قادیانیت کی پشت پناہی کرنے والی آواز درس عبرت بن جائے۔

میاں صاحب کی خدمت میں دل سوزی سے گزارش ہے کہ آپ نے قادیانیت سے بری ہونے اور مسلمانوں میں شامل ہونے کا اعلان تحریری طور پر کیا تھا۔ اگر یہ اعلان دل سے کیا تھا تو دل سے ایمان قبول کرنے کا تقاضہ تو یہ تھا کہ آپ اسلام دشمن اور دین دشمن اور نبی آخر الزمان ﷺ کے دشمنوں کے خلاف صف آراء ہوتے اور ان کی خلاف اسلام سرگرمیوں کی روک تھام کرتے لیکن بد قسمتی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ایمان کی حقانیت کو صدق دل سے قبول نہیں کیا اس لئے اسلام قبول کرنے کے باوجود بھی آپ کے دل میں نبی اکرم ﷺ کے ان غداروں کے خلاف نرم گوشہ رہا اور بارہا آپ نے ان کی قانون شکن سرگرمیوں سے صرف نظر کیا۔ دنیا میں تو آپ اس کیلئے کوئی تاویل کر سکیں گے لیکن رب کعبہ کے یہاں اس کی کوئی تاویل نہیں سنی جائے گی۔ آپ کا کفر اور اسلام ظاہر ہو گا۔ دنیا کی ذلت چند روزہ اور آخرت کی ذلت دائمی ہے۔ اس موت پر آپ کے طرز عمل نے آپ کے قلبی ایمان کو مزید مشکوک بنا دیا ہے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے دنیا کی چند روزہ عیش و عشرت یا آخرت کی دائمی راحت۔

ان مسلمان حضرات کی خدمت میں بھی گزارش ہے جنہوں نے میاں جہانگیر کے انتقال پر مغفرت اور جوار رحمت میں جگہ دینے کی دعا کی ہے کہ میاں منظور وٹو کے والد میاں جہانگیر خاں مرزا غلام احمد قادیانی کے دین پر تھے اور قادیانیوں کے بڑے عالم "مربی" شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دین سے توبہ کا اعلان نہیں کیا تھا۔ ان کی وفات قادیانی کفر پر ہوئی اور کافر کیلئے دعائے مغفرت جائز نہیں، جن لوگوں نے اس کافر کیلئے دعائے مغفرت کی انہوں نے قرآن کریم کی واضح ہدایت کی مخالفت اور اسلامی شریعت کے قطعی حکم کی خلاف ورزی کی، ان کو اس گناہ عظیم پر سو بار استغفار کرنا چاہئے، اور اپنی توبہ کا اخبارات میں اعلان کرنا چاہئے۔ اور اگر ان حضرات کو (تمام امت اسلامیہ کے موقف اور اسلامی اصولوں کے دو ٹوک فیصلے کے خلاف) اصرار ہے کہ قادیانی مسلمان ہیں اور ایک قادیانی کو مسلمان سمجھ کر دعائے مغفرت کی تو ان کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے ان کی "رسم جہاں" کے طور پر کی گئی دعا سے ایک کافر کی مغفرت تو نہیں ہو گی۔ البتہ یہ اندیشہ ہے کہ یہ کافر دعا کرنے والوں کو بھی دوزخ میں اپنے ساتھ لیتا جائے۔ ناواقفیت میں کی گئی تو استغفار کیا جائے اور جاننے کے بعد مسلمان سمجھ کر کی گئی تو تجدید ایمان کے لئے توبہ لازم ہے۔ اور اس صورت میں علماء فرماتے ہیں تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔

حضرت الحاج اصغر علی صاحب کا سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے بزرگ رہنما الحاج اصغر علی صاحب پچھلے دنوں ایک حادثہ میں جاں بحق ہو گئے۔ اللہ رب العزت ان کی قبر کو بقعہ نور بنائے۔ مرحوم انتہائی مخلص، محنتی، جانثار رہنما تھے۔ ہمیشہ اپنے ذاتی کاموں پر جماعت کے کام کو ترجیح دیتے تھے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ امارت میں مجلس تحفظ ختم نبوت سے منسلک ہوئے اور تادم واپسیں اس تعلق کو قابل رشک طریقہ سے نبھایا۔ آپ کے وجود کو قدرت نے بہت سی خوبیوں کا مجموعہ بنایا تھا۔ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنیؒ سے بیعت ہوئے ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ نقشبندیؒ سے بیعت کا تعلق ہوا۔ مسکین پور شریف کے مدرسہ کا تمام تر نظم و نسق حضرت شاہ صاحبؒ نے حضرت حاجی صاحبؒ کے سپرد کر دیا تھا۔ انہوں نے مدرسہ کی ترقی کے لئے اخلاص، محنت اور جاں نثاری کی مثال قائم کر دی۔ وفاق المدارس، خیر المدارس اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تمام دینی اداروں کے ساتھ والہانہ مخلصانہ تعلق رہا۔ گزشتہ سال رجب و شعبان میں مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ) کی تعمیر کے لئے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن مدظلہ کے حکم پر تشریف لے گئے۔ شب و روز تعمیرات کی نگرانی فرمائی۔ دو عظیم الشان درسگاہوں، وسیع و عریض لائبریری، ہال اور دفتر کی تعمیر مختصر عرصہ میں کرا دی۔ چند ماہ پہلے حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے بیعت کی۔ آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے چلتے پھرتے مبلغ اور مجاہد فی سبیل اللہ بزرگ تھے۔ آپ نے گزشتہ ماہ ۱۸ر جون ۱۹۹۵ء کو کراچی جاتے ہوئے ایک حادثہ کا شکار ہو کر شہید فی سبیل اللہ کا درجہ پایا۔ ملتان میں تدفین ہوئی۔ جنازہ میں تمام مدارس کے علماء و مشائخ، دینی جماعتوں کے رہنما اور آپ کے حلقہ کے رفقا کا بڑا اجتماع تھا سب نے چشم پرنم سے آپ کو رحمت خداوندی کے سپرد کیا۔ آپ کے پسماندگان میں صاحبزادگان جناب سہیل اصغر، جناب شعیب اصغر، جناب بلال اصغر، جملہ صاحبزادیاں اور اہلیہ محترمہ شامل ہیں۔ ملتان کے تمام دینی مدارس اور جماعتیں ان کا صدقہ جاریہ ہیں۔ حق تعالیٰ مغفرت فرمائیں بہت ہی خوبیوں والے انسان تھے۔

فضائے بدر پیدا کر

☆ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے سے قبل افق عالم پر ضلالت و گمراہی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ انسانی تہذیب نزع کی ہچکیاں لے رہی تھی۔ انسانیت کے مقام کو منوں مٹی تلے دفن کردیا گیا تھا۔ فحاشی و عریانی عروج پر تھی۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا۔ لوگوں کیلئے بیٹی کا نام باعث عار سمجھا جاتا تھا۔ لوگ اپنے ہی ہاتھوں اپنی بیٹی کو زندہ درگور کردیتے تھے اپنے ہی ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہو رہے تھے۔ بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہو رہی تھی۔ اہل عالم کے سامنے کوئی تعمیری لائحہ عمل نہ تھا۔ طبقاتی حدبندیاں اور معاشرتی ناانصافیاں پورے ماحول کو اپنے چنگل میں لئے ہوئے تھیں۔ ایسے مدہوش حالات میں اور برے معاشرے میں اللہ کے آخری پیغمبر ﷺ جلوہ گر ہوتے ہیں۔ فاران کی چوٹیوں سے آفتاب نبوت کے طلوع ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد پورا عالم (جو کفر و شرک کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا جہاں ہدایت کی روشنی نام کی کوئی چیز نظر نہ آتی تھی) منور ہو گیا کفر کی تاریکی کے بادل چھٹ گئے۔ ظلمت شرک کافور ہوئی۔ عدل و انصاف سے زمین بھر گئی۔ قتل و غارت کا بازار بند ہو گیا۔ فحاشی اور عریانی کی جگہ ہر طرف سے "الحیاء شعبة من الایمان" کا منظر نظر آنے لگا۔ بیت اللہ سے تین سو ساٹھ معبودان باطلہ ہمیشہ کیلئے نکال باہر کئے گئے۔ صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت ہونے لگی۔

بقول شاعر:-

حضور آئے تو سر آفرینش پا گئی دنیا
اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آ گئی دنیا
بجھے چہروں کا زنگ اترا تے چہروں پہ نور آیا
حضورؐ آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا

اس عالمگیر انقلاب سے قبل پیغمبر اسلام ﷺ نے صدائے حق بلند کی تو اس کی پاداش میں آپ کی راہ میں غلط ماحول کی چٹانیں حائل کردی گئیں۔ کفر و شرک طوفان بلاخیز بن کر راستے کی رکاوٹ بن گیا۔ اپنی برادری مخالف ہو گئی۔

عبدالغفور مدنی ـ فیصل آباد

معاشرہ ناراض ہو گیا' طعنہ زنی' سوشل بائیکاٹ' لالچ' طمع' ترغیب' تحریص کے زہریلے تیر آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے تعاقب میں رہنے لگے۔ خاندان نبوت کو تین سال کیلئے شعب ابی طالب میں محصور کیا گیا۔ ایک اللہ کی عبادت کرنے والی سیدہ زنیرہؓ کی آنکھیں نکال دی گئیں۔ سیدنا بلالؓ کو تپتی ہوئی ریت پر گھسیٹا گیا۔ خبابؓ کو دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا گیا۔ ظلم و تشدد کی انتہا کردی گئی روئے زمین پر ایسا شرمناک فعل کبھی نہ ہوا تھا کہ حضرت سمیہؓ کی ایک ٹانگ کو ایک اونٹ سے اور دوسری ٹانگ کو دوسرے اونٹ کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ پھر سردار مکہ لعین ابوجہل نے سیدہؓ کی شرمگاہ میں نیزہ مارا اور دونوں اونٹوں کو مخالف سمت میں دوڑا دیا۔ جس سے سیدہؓ کے جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

جان دی' دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

مشرکین مکہ کا ظلم حد سے بڑھ گیا سرزمین مکہ آپ ﷺ اور آپ کے جانثاروں پر تنگ کردی گئی ہجرت کا حکم آیا تو اپنے وطن عزیز کو چھوڑ دیا۔ عزیز رشتہ داروں کو چھوڑ دیا۔ مکان اور جائیدادیں چھوڑ دیں۔ کاروبار تجارت اور دوکانیں چھوڑنے کے ساتھ بیوی بچوں کی جدائی کا غم برداشت کیا۔ مال و متاع کی قربانی پیش کی۔ بیت اللہ کا طواف چھوڑا حرم پاک کی نمازیں چھوڑیں۔ حجر اسود کے بوسے چھوڑے اللہ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے یثرب کی طرف رخت سفر باندھا' سب کچھ لٹا کر مدینہ آ گئے۔ ظلم سہتے رہے تشدد برداشت کرتے رہے' مار کھاتے رہے' کفار کی گالیاں اور طعنے سنتے رہے' ہر مرحلہ پر صبر کا حکم تھا۔ اس حکم کی تعمیل کا حق ادا کردیا۔ ہجرت کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ یثرب مدینة الرسول قرار پایا۔ بمشکل ایک سال گزرا تھا کہ مشرکین مکہ مسلمانوں کا تعاقب کرتے ہوئے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہو گئے تو اب پروردگار عالم کی طرف سے حکم آیا۔ "ومالکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریة الظالم اھلھا" آقائے دو جہاں ﷺ اور شمع نبوت کے پروانے صحابہ کرامؓ کفار کا حملہ روکنے کیلئے گھروں سے نکل آئے اور میدان بدر میں پہنچے۔ سترہ رمضان المبارک ۲ھ ہجری کو میدان بدر میں چشم فلک نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ وسیع میدان کے

ایک کونے میں مٹھی بھر شمع رسالت کے پروانے ہیں تو دوسری طرف کفر کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا لشکر ہے۔ ادھر چند گھوڑے ہیں تو ادھر سینکڑوں گھوڑے ہیں ادھر چند صحابہؓ کے پاس تلواریں ہیں اور کچھ لاٹھیوں سے مسلح ہیں۔ کفر ہر طرح کے اسلحہ سے لیس ہے زرہیں اور ڈھالیں ہیں۔ ادھر تین سو تیرہ جاں نثار پیادہ ہیں' ادھر تازہ دم سواریاں ہیں' عیش و عشرت کے مزے لوٹے جارہے ہیں ادھر اللہ کے حضور راز و نیاز میں آہ و زاری ہو رہی ہے' حق اور باطل کے لشکر اپنی اپنی شان سے ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہیں۔ ظلمت نور سے الجھ رہی ہے۔ کفر اسلام سے ٹکرانے کیلئے تیار ہے۔ ادھر عتبہ' **شیبہ** اور ابوجہل ہیں تو ادھر سالار اعظم محمد عربی ﷺ ہیں' ادھر مال و اسباب لات و منات و عزہ اور تین سو ساٹھ بتوں پر بھروسہ ہے تو ادھر بے سروسامانی کے عالم میں بھی ایک اللہ کی ذات پر تکیہ ہے۔ بقول شاعر:۔

کافر ہو تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

سالار اعظم ﷺ خاک پر جبیں رکھ کے رب ذوالجلال کے حضور گڑگڑا کر دامن پھیلا کر اور آنسو بہا کر دعا مانگ رہے ہیں۔ اے اللہ! یہ تین سو تیرہ نفوس قدسیہ مٹ گئے تو کائنات میں قیامت کی صبح تک تیرا نام لیوا نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے جہاد کا وجود تین سو تیرہ پر رکھ دیا کہ تین سو تیرہ باقی تو جہاد بھی باقی۔ جہاد باقی تو بیت اللہ بھی باقی' جہاد باقی تو نماز بھی باقی' جہاد باقی تو حج باقی' جہاد باقی تو مدارس اور مساجد باقی' گویا جہاد باقی تو قرآن اور اسلام باقی۔

رات کی ظلمت ختم ہوئی اور صبح کا اجالا چار سوئے عالم میں پھیلنے لگا۔ آج کفر نے اسلام کو ختم کرنے کی ٹھان لی۔ تین سو تیرہ مٹھی بھر صحابہ کرامؓ کی صفوں کو دیکھ کر اللہ کی رحمت جوش میں آئی۔ جبرئیل تڑپ کے آیا اور اللہ کے راستے میں صفوں میں موجود بے سروسامانی کی حالت میں بر سر پیکار صحابہؓ کو اللہ کا پیغام سنایا اور فرمایا۔

"ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا" کانھم بنیان مرصوص۔"

ترجمہ:۔ بے شک اللہ محبت کرتا ہے (ان مجاہدین سے) جو اللہ کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ڈٹ کر لڑتے ہیں" اللہ کے نوری فرشتے لشکر در لشکر آسمان سے اترنے لگے۔ جو صدائیں لگا رہے تھے۔

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

"اللہ کے نوری لشکر کو دیکھ کر ابلیس کا ناری لشکر میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ بس گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی دیکھتے ہی دیکھتے سرداران قریش کی کھوپڑیاں فضاء میں اچھل پڑیں۔ ادھر صرف چودہ سرفروشوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اور وہ اللہ کی جنت کے مالک بن گئے' جس کا اعلان ہے:

ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور جنگ بدر کے پس منظر میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ جب کفر حد سے بڑھ جائے تو پھر اللہ اہل اسلام پر جہاد والی نعمت کو فرض کرتا ہے۔ آپ ﷺ کی دس سالہ مدنی زندگی جہاد سے لبریز نظر آتی ہے اور ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جب مسلمان ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی اجتماعی عصمت دری ہونے لگے' جب مسلمانوں کی املاک کفار کے قبضہ میں ہو' جب مساجد کو تباہ کیا جانے لگے' جب قرآن پاک کو جلایا جائے' جب مسلمانوں پر ظلم ہونے لگے تو اس کا واحد حل حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے۔

اذا ترکتم الجھاد فسلط اللہ علیکم الذلۃ

(ترجمہ) جب تم جہاد کو چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ذلت کو مسلط کردے گا۔ (الحدیث)

(یعنی یہاں تک کہ تم جہاد کی طرف لوٹ نہ آؤ)

مسلمانوں پہ اس سے بڑی ذلت اور کیا ہو سکتی ہے کہ مسلمان آج کرہ ارض پر کہیں بھی چین اور سکون کی زندگی نہیں گزار رہا آج کفر کہیں تو یہودیت کی صورت میں بیت المقدس پر قابض ہے اور کہیں ہندو بنیا گئو ماتا کا پجاری بابری مسجد کو شہید کر رہا ہے اور کبھی کشمیر کی ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کی رداء عصمت کو تار تار کر رہا ہے اور کہیں بوسنیا میں ہزاروں مسلمان عورتیں سرب عیسائیوں کے بچوں کو جنم دے رہی ہیں۔ آج بھی اگر مسلمان غفلت کی چادر کو اتار کر پھینک دے اور جہاد والا عظیم راستہ اختیار کرلے تو اللہ کی وہی مدد اور وہی نصرت آج بھی مسلمانوں پر سایہ فگن ہو سکتی ہے۔

فضاء بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

••

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۴۵۸۰۳

مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام پیش گوئیاں یوں تو ان کے دعوائے نبوت کی طرح "دیوانے کی بڑ" کا مقام رکھتی ہیں لیکن محمدی بیگم سے نکاح کی پیشن گوئی کو مرزا صاحب نے بقول خود اپنے جھوٹا سچا ہونے کی میزان عدل قرار دیا تھا۔ اس پیشن گوئی کو واقعاتی حقیقت بنانے کیلئے مرزا صاحب نے کیا کیا جتن کئے خود انہی کی تحریروں نے افسانوی رنگ اختیار کرلیا۔ وائے ناکامی کہ یہ افسانہ مرزا صاحب کے لئے حقیقت کا روپ نہ دھار سکا۔ اس میزان عدل میں مرزا صاحب کے الہامات اور ان کے دعوائے نبوت کا وزن کیا رہ جاتا ہے؟ شاید اسی نکتہ پر غور کسی بھٹکے ہوئے کی ہدایت کا ذریعہ بن جائے۔

مرزا قادیانی اور اُس کے خُود سَاختہ الہامات کی حقیقت

محمدی بیگم سے شادی کرنے کی پیشینگوئی

ایک احسان کے معاوضہ میں لڑکی دینے کا مطالبہ

محمدی بیگم کے باپ احمد بیگ سے الہامی صاحب کی شش گانہ قرابت تھی۔ (۱) وہ مرزا صاحب کا بہنوئی تھا کیونکہ الہامی صاحب کی عم زاد بہن عمر النساء اس کی بیوی تھی۔ (۲) بہنوئی کا بھائی تھا کیونکہ قادیانی صاحب کی حقیقی بہن احمد بیگ کے حقیقی بھائی محمد بیگ سے بیاہی گئی تھی۔ (۳) وہ مرزا صاحب کی بہو عزت بی بی کا حقیقی ماموں تھا۔ (۴) مرزا صاحب کے بڑے بھائی غلام قادر کا ہم زلف تھا۔ (۵) مرزا صاحب کے ماموں زاد بھائی مرزا علی شیر بیگ کا نسبتی بھائی تھا۔ (۶) احمد بیگ کی ہمشیرہ الہامی صاحب کے عم زاد بھائی غلام حسین سے بیاہی گئی تھی۔ علی شیر بیگ الہامی صاحب کے نسبتی بھائی یعنی پہلی بیوی کے برادر حقیقی بھی تھے جسے مرزا صاحب نے تادم واپسین معلقہ رکھ کر خانماں برباد کیا تھا۔ الہامی صاحب کے فرزند فضل احمد کی بیوی جس کا نام عزت بی بی تھا۔ ان کے ماموں زاد بھائی مرزا علی شیر بیگ کی بیٹی تھی۔ اور محمدی بیگم کی والدہ عمر النساء مرزا صاحب کے چچا غلام محی الدین کی بیٹی تھی۔ اس بناء پر محمدی بیگم مرزا صاحب کی بھانجی لگتی تھی۔ بعض حضرات نے مرزا احمد بیگ کو ملہم قادیاں کا ماموں زاد بھائی بھی لکھا ہے اگر یہ صحیح ہے تو ظاہر ہے کہ وہ حقیقی ماموں کا بیٹا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی حقیقی بہن الہامی صاحب کے حقیقی ماموں زاد بھائی مرزا علی شیر بیگ کے عقد میں تھی۔ اغلب ہے کہ ماموں کا برادر زاد ہوگا۔

آسمانی نکاح اٹل ہے

۱۰ مئی ۱۸۸۸ء کے مرزائی اشتہار میں آسمانی نکاح کی پوری تفصیل پائی جاتی ہے۔ مرزا صاحب نے اس اشتہار میں لکھا کہ "محمدی بیگم کے ماموں (مرزا امام الدین وغیرہ) جو مجھ کو میرے دعوائے الہام میں مکار اور دروغ گو خیال کرتے تھے مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے۔ اس وجہ سے کئی دفعہ ان کے لئے دعا کی گئی۔ سو وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالیٰ نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا (مرزا احمد بیگ) ایک اپنے ضروری کام کیلئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ احمد بیگ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچا زاد بھائی غلام حسین نام سے بیاہی گئی تھی۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا ہے اور مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین ملکیت جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے نام بردہ کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرادی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے مرزا احمد بیگ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار پانچ ہزار روپیہ قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادیں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ ہبہ نامہ (انگریزی قانون کے بموجب) بجز ہماری رضامندی کے بیکار تھا اس لئے مرزا احمد بیگ نے بتمامتر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا۔ تاکہ ہم اس ہبہ پر راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کردیں اور قریب تھا کہ دستخط کردیتے لیکن خیال آیا کہ جناب الٰہی میں استخارہ کرلینا چاہئے۔ سو یہی جواب احمد بیگ کو دیا گیا۔ پھر احمد بیگ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا تھا جس کو خدا تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کردیا۔ اس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان سے کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا۔ اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔ اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی۔ پھر ان دنوں میں جو بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ احمد بیگ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لائے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنائے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلائے گا چنانچہ عربی الہام اس بارہ میں یہ ہے کہ

انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ گو اول میں احمق اور نادان لوگ بدباطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں لیکن آخر خدائے تعالیٰ کی مدد کو دیکھ کر شرمندہ ہوں گے۔ اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تیری تعریف ہوگی"

(تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۵-۱۱۷)

غرض الہامی صاحب کو خود غرضی' مطلب براری اور بوالہوسی کا نہایت سنہری موقع ہاتھ آیا۔ ہر چند کہ حقوق قرابت' شرافت نفس' شرف و مجد انسانی اور احسان و ایثار کے اعلیٰ صفات کا اقتضاء یہ تھا کہ مرزا صاحب یہ کام بلامعاوضہ کر دیتے لیکن چونکہ قادیان کے مجدد صاحب ان صفات عالیہ سے عاری تھے اس لئے احمد بیگ سے اس سلوک و مروت کا صلہ لڑکی بیاہ دینے کی شکل میں طلب کیا حالانکہ مرزا صاحب اس عمر سے تجاوز کر چکے تھے جو شادی کیلئے منتہائے خیال ہے۔ احمد بیگ نے اس شرمناک مطالبہ کو نفرت کے ساتھ ٹھکرا دیا۔ اور حقوق قرابت کا لحاظ کرتے ہوئے ان سے اس حرکت کا کوئی انتقام نہ لیا حالانکہ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو جب تک اس غیر شریفانہ حرکت کی سزا نہ دے لیتا اس کے جذبات انتقام کو تسکین نہ ہوتی۔

خواہش ازدواج کا مقصد

لدھیانہ کے مسیحی رسالہ "نور افشاں" نے ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء کی اشاعت میں لکھا کہ

"جب مرزا صاحب کے نکاح میں پہلے ہی دو بیویاں ہیں اور جوان اولاد موجود ہے تو پھر اس لڑکی کی تمنائے ازدواج محض خواہشات نفسانی کا اتباع ہے۔"

اس کے جواب میں مرزا صاحب نے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں فرمایا کہ

"اس لڑکی سے عقد ہونے کی پہلی پیشین گوئی اس زمانہ کی ہے جبکہ وہ لڑکی ہنوز نابالغ تھی اور اس کی عمر آٹھ نو سال کی تھی۔ تو اس پر نفسانی افتراء کا گمان کرنا حماقت ہے"

(تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۸)

قادیانی صاحب نے اس اشتہار کے پانچ روز بعد ایک اور اعلان شائع کیا جس میں محمدی بیگم کی خواستگاری کے یہ وجوہ قرار دیئے۔

۱۔ ایک جگہ لکھا کہ "عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور اقارب ہیں کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں اس لئے خدا نے ان کی بھلائی (اور اصلاح) کے لئے انہی کے تقاضا اور درخواست سے اس الہامی پیشین گوئی کو (بطور نشان کے) ظاہر فرمایا (تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ مرزا صاحب اپنے الہامی دعووں میں مکار اور دکاندار نہیں ہیں)

۲۔ ایک اور وجہ یہ بتائی کہ محمدی بیگم کے اقرباء رسم پرستی کی وجہ سے لڑکی کا غیر حقیقی ماموں سے نکاح کرنا معیوب سمجھتے تھے سو خدا تعالیٰ نے (یہ نکاح) ایک ایسا نشان قرار دیا جس سے ان کے دین کی اصلاح اور بدعت اور خلاف شرع رسم کی بیخ کنی ہو جائے تاکہ آئندہ اس قوم کیلئے ایسے رشتوں کے بارے میں کچھ تنگی اور حرج نہ رہے۔

(تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۸)

لیکن ظاہر ہے کہ چونکہ مرزا صاحب دنیا میں محمدی بیگم کو سلک ازدواج میں منسلک کرنے میں کامیاب نہ ہوئے اس لئے مخالف لوگ یہ نتیجہ نکالنے میں برسرحق سمجھے جائیں گے کہ نہ یہ نکاح کوئی آسمانی نشان تھا۔ نہ اس سے کوئی اصلاح ممکن تھی' بلکہ باغ حسن کی گل چینی کا اشتیاق اور نفسانی جذبات کی تکمیل ہی الہامی صاحب کے پیش نظر تھی۔ اسی طرح مرزا صاحب کے اقارب کا انہیں الہامی دعووں میں دکاندار خیال کرنا بھی حقیقت پر مبنی تھا۔

خواہش ازدواج کا اصل محرک

اب محمدی بیگم ضعیف العمر ہے۔ بہار جوانی پر خزان پیری نے چھاپہ مارا ہے لیکن سنا جاتا ہے کہ جب گلزار جوانی عین بہار پر تھا تو چندے آفتاب چندے ماہتاب تھی۔ اسی بنا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ "مرزا صاحب مدت سے اس کے شمع رخسار کا پروانہ بنے ہوئے تھے۔" میرے نزدیک ممکن ہے کہ لڑکی کے حسن و جمال نے بھی شادی کی سفارش کی ہو لیکن اصل محرک غالباً" وہ الہامات تھے جن میں قادیان کے مسیحا صاحب کو تیسری بیوی سے عقد کرنے کی بشارت دی گئی تھی۔ محمدی بیگم الہامی صاحب کے عم زاد بھائیوں امام الدین' نظام الدین اور کمال الدین کی حقیقی بھانجی تھی اور اپنی والدہ کے ساتھ زیادہ تر قادیان ہی میں رہتی تھی۔ البتہ ماں بیٹی ان دنوں ہوشیار پور چلی جاتی تھیں جب مرزا احمد بیگ پولیس کی ملازمت سے چھٹی لے کر ہوشیار پور آتے تھے۔ چونکہ قادیان میں محمدی بیگم کے ماموں کا مکان الہامی صاحب کے دولت کدہ سے بالکل ملا ہوا تھا اس لئے ملہم صاحب کو اس لڑکی کے مشاہدہ جمال کے مواقع ہر روز حاصل تھے۔ پس ممکن ہے کہ لڑکی کے حسن و جمال نے بھی کبھی عزم نکاح کی شفاعت و تحریک کی ہو لیکن اصل تحریک شاید اسی الہام نے کی تھی جو کچھ عرصہ سے مرزا صاحب کے دل و دماغ پر مسلط رہتا تھا کہ تمہیں تیسری شادی سے بھی بہرہ مند کیا جائے گا۔ گو عجب نہیں کہ تیسری شادی کے الہامات بھی خواہش عقد ہی کی بنا پر گھڑ لئے گئے ہوں۔

الہام و وحی آسمانی کے حیلے کیوں تراشے گئے؟

مرزا صاحب کو یقین تھا کہ اگر رسمی طور پر نکاح

کی درخواست کریں گے تو منظور نہیں ہوگی کیونکہ کوئی شخص کسی ایسے بڈھے بوالہوس کو کنواری لڑکی دینا گوارا نہیں کرتا جس کی پہلے بھی دو بیویاں اور جوان اولاد موجود ہو۔ خصوصاً" ایسے شخص کو جسے علمائے امت ملت اسلام سے خارج قرار دے چکے ہوں۔ اس لئے مرزا صاحب نے آسمانی وحی و الہام کو سپر بنایا اور کہا خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ محمدی بیگم تیرے عقد میں آئے گی۔ وہ قطعاً" تیری بیوی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ساتھ آسمان پر تیرا نکاح پڑھ دیا گیا ہے۔ اب تو زمین پر اس نکاح کی سلسلہ جنبانی کر"۔" لیکن آگے چل کر آپ کو معلوم ہوگا کہ یہی آسمانی نکاح مرزا صاحب کی حسرتوں کا گور غریباں بن گیا۔ دوسری وجہ جو بعض ثقہ راویوں کی وساطت سے خاکسار راقم الحروف تک پہنچی یہ ہے کہ الہامی صاحب نے محمدی بیگم پر کٹنیاں اور اس کی اپنی سہیلیاں چھوڑ رکھی تھیں جو اسے مرزا صاحب سے شادی کرنے کی ترغیب دیتی رہتی تھیں اور اسے اس قسم کی باتیں ذہن نشین کی جاتی تھیں کہ سینکڑوں ہزاروں روپیہ کی روزانہ آمدنی کے علاوہ مرزا صاحب کو اتنی بڑی عزت اور عظمت و جاہ حاصل ہے کہ بڑے بڑے ڈپٹی اور جج اور دوسرے اعلیٰ عہدیدار قادیاں آکر مرزا صاحب کے پیر چومتے اور نذرانے پیش کرتے ہیں۔ اگر تمہیں ان کی زوجیت کا شرف نصیب ہو تو مدت العمر شاہزادیوں سے بڑھ کر عیش و راحت اور عزت و نمود کی زندگی بسر کرو گی۔ یہ بھی تحریک ہوتی تھی کہ تم اپنی ماں پر زور ڈالو کہ تمہاری شادی مرزا صاحب سے کریں۔" انجام کار ان مسلسل تحریکات نے محمدی بیگم کو بھی مائل کر دیا اور اس نے وعدہ کر لیا کہ میں ماں سے اس خواہش کا اظہار کروں گی۔" جب لڑکی ہموار کر لی گئی تو اب یہ مرحلہ باقی رہ گیا کہ کسی طرح لڑکی کے باپ کو بھی آمادہ کیا جائے۔ لیکن اس کی آمادگی مشکل تھی۔ اس لئے اس کو مغلوب کرنے کیلئے خوفناک الہاموں کا حربہ تجویز کیا گیا اب لڑکی کا قلعہ دل مسخر ہو چکا تھا مرزا صاحب کی امیدوں کی بلندی گوش سحاب سے سرگوشیاں کر رہی تھی اور انہیں اپنی کامیابی کا ہر طرح سے کامل وثوق تھا۔ اسی بناء پر ان کا ارادہ تھا کہ اگر محمدی بیگم کے والد اور دوسرے اقرباء کسی طرح نہ مانیں گے تو لڑکی سے کہہ دیا جائے گا کہ وہ اقرباء سے قطع تعلق کر کے خود بخود مرزا صاحب کے مشکوئے معلی میں پہنچ جائے۔ انہی حالات کے ماتحت الہامی صاحب نے فضیلت کی مسند پر قدم رکھ کر الہاموں اور پیشین گوئیوں کے طوفان برپا کر رکھے تھے۔ گو یہ معلوم نہیں کہ آئندہ چل کر محمدی بیگم کی رضا جوئی طاق اہمال پر کیوں رکھی رہ گئی اور مرزا صاحب کی آسمانی منکوحہ کو پٹی ضلع لاہور کا ایک نوجوان کیوں ہتیا لے گیا؟ لیکن اس کی وجہ ایک اور راوی نے یوں بیان کی ہے کہ میاں محمود احمد کی والدہ محمدی بیگم کی ماں کے پاس ہر روز یہ پیغام بھیج دیتی تھی کہ تم شوق سے اپنی لڑکی کو میری سوکن بناؤ لیکن میں بھی اس سے ہر روز بیس سیر اناج پسوایاں کروں گی۔" ان متواتر پیغاموں نے محمدی بیگم کو بھی بددل کر دیا تھا۔ موخر الذکر روای کا بیان ہے کہ اسی بنا پر الہامی صاحب کے فرزند اکبر مرزا سلطان احمد صاحب کہا کرتے تھے کہ "والد نے محمدی بیگم کیلئے سارے جہان سے لڑائی مول لے رکھی ہے لیکن اپنی بیوی کو نہیں سمجھاتے کہ اس قسم کے نفرت انگیز پیغام بھیج کر ان کے کام میں روڑے نہ اٹکائے۔"

ازدواجی الہامات کا طوفان

اوپر لکھا جا چکا ہے کہ مرزا صاحب نے ہبہ نامہ پر دستخط کر دینے کے عوض میں لڑکی لینے کا شرمناک سودا کرنا چاہا تھا۔ الہامی صاحب نے اسی غیر شریفانہ داد و ستد پر اکتفا نہ کیا بلکہ اب محمدی بیگم کے جرم ناآشنا باپ اور دوسرے اقرباء کو الہامی حربے چلا چلا کر خوف زدہ کرنے کا اقدام بھی شروع کر دیا۔ اسی سلسلہ میں چند روز کے بعد مرزا احمد بیگ کے نام ایک خط لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔ "خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام نحوستیں آپ کی دور کر دے گا۔ اگر یہ رشتہ وقوع نہ آیا تو آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگی۔ یہ دونوں طرف برکت اور موت ایسی ہیں کہ جن کو آزمانے کے بعد میرا صدق یا کذب معلوم ہو سکتا ہے۔"

(آئینہ کمالات مولف مرزا غلام احمد ص ۲۷۹)

اس خط سے محمدی بیگم کے اقرباء پر کچھ بھی خوف و ہراس طاری نہ ہوا بلکہ الٹا مرزا صاحب کی تحقیر و تذلیل کے درپے ہوئے۔ الہامی صاحب نے یہ خط کمال رازداری سے لکھا تھا اور مرزا احمد بیگ کو تاکید کی تھی کہ یہ راز افشاء نہ ہونے پائے لیکن مرزا نظام الدین نے جو مسیح صاحب کا عم زاد بھائی اور محمدی بیگم کا حقیقی ماموں تھا یہ بھانڈا قادیاں کے چوراہے پر پھوڑ دیا۔ چنانچہ الہامی صاحب فرماتے ہیں "نور افشاں" نے اعتراض کیا ہے کہ اگر یہ الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا اور اس پر کلی اعتماد تھا تو پھر پوشیدہ کیوں رکھا گیا اور کیوں اپنے خط میں پوشیدہ رکھنے کی تاکید کی۔" اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خانگی معاملہ تھا اور گو ہم شائع کرنے کے لئے مامور تھے مگر ہم نے دوسرے وقت کی انتظار کی۔ یہاں تک کہ اس لڑکی کے ماموں مرزا نظام الدین نے جو مرزا امام الدین کا حقیقی بھائی ہے شدت غضب میں آکر اس مضمون کو آپ ہی شائع کر دیا اور پھر زبانی اشاعت پر اکتفا نہ کر کے اخباروں میں ہمارا خط چھپوایا اور بازاروں میں ان کے دکھلانے سے وہ خط جابجا پڑھا گیا اور عورتوں اور بچوں تک اس خط کے مضمون کی منادی کی گئی اور مرزا نظام الدین کی کوشش سے ہمارا وہ خط "نور افشاں" میں بھی چھپا۔"

(تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۷)

آسمانی بشارت کہ محمدی بیگم انجام کار تمہاری بیوی بنے گی

قادیانی صاحب نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں لکھا کہ "خدائے کریم جل شانہ' نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ خدا ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا۔ یہ ایک پیشین گوئی کی طرف اشارہ ہے جو پہلے شائع ہو چکی ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام ہے اگر وہ اپنی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہو گا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہو گی۔"

(تبلیغ رسالت جلد اول ص ۶۱ حاشیہ)

جب تقدس کا کوئی دکاندار دل و دماغ میں کسی قسم کی خواہش کی حد سے زیادہ پرورش کرنے لگتا ہے اور اس کے متعلق کوئی تخیل پختہ کر لیتا ہے تو شیاطین اسی خیال کے بموجب اسے الہام کرنے لگتے ہیں اور وہ اس الہام کو منجانب اللہ یقین کر کے بلا تامل شائع کرتا ہے خواہ بعد کو اسے کتنا ہی رسوا اور روسیاہ کیوں نہ ہونا پڑے۔ چنانچہ مرزا صاحب اپنے ازالہ میں لکھتے ہیں۔ "الہام رحمانی بھی ہوتا ہے اور شیطانی بھی' اور جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے انکشاف کے لئے بطور استخارہ یا استخبارہ وغیرہ کی توجہ کرتا ہے خاص کر اس حالت میں کہ جب اس کے دل میں یہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی برا یا بھلا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اس وقت اس کی آرزو میں دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور دراصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔"

(ازالہ اوہام مولف مرزا غلام احمد طبع پنجم ص ۲۵۷)

چونکہ مرزا صاحب ہر وقت محمدی بیگم کے خیال میں غلطاں و پیچاں رہتے تھے اس لئے ضرور تھا کہ مرزا صاحب کو بھی اس قسم کے الہام ہوتے چنانچہ اسی سلسلہ میں مرزا صاحب کو ایک الہام ہوا۔ "ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔"

(آسمانی فیصلہ مولفہ مرزا غلام احمد صفحہ ۵۶)

حضرات! "عقد نکاح باندھ دینا" قادیانی صاحب کا خاص الہامی محاورہ ہے۔ آنکھوں میں نزول الماء اتر آنا بھی الہامی صاحب کا ایک مقدس محاورہ تھا۔

خدائی وعدے میں شک نہ لانے کا الہام

ایک مرتبہ کسی صعب بیماری نے مرزا صاحب کو زندگی سے ناامید کر دیا۔ حالت یاس میں خیال آیا کہ سفر آخرت پیش ہے اور محمدی بیگم کی پیشین گوئی ہنوز پوری نہیں ہوئی۔ معاً" الہام ہوا کہ "اپنے رب کے وعدے کی سچائی میں قطعاً" شک نہ کرو۔" چنانچہ خود لکھتے ہیں۔ "جب کہ ابھی یہ پیشن گوئی پوری نہیں ہوئی تھی جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء ہے پوری نہیں ہوئی تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا پیشن گوئی آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیشن گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا الحق من ربک فلاتکونن من الممترین ۝ یعنی بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔"

(ازالہ اوہام مولفہ مرزا غلام احمد صاحب طبع پنجم ص ۱۳۹)

••

خانقاہ سراجیہ کے نئے ٹیلی فون نمبر

حضرت اقدس شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے گھر کا ٹیلی فون نمبر تبدیل ہو گیا ہے۔ حضرت اقدس کے عقیدت مند و عالمی مجلس کے رفقاء و کارکن نئے ٹیلی فون نمبر نوٹ فرمالیں۔

0459-32803 0459-31604 045202-41604

حافظ احمد عثمان شاہد ـــ ناظم دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون نمبر 40978 43338 فیکس 583486

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز

گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز

شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ

میٹھادر کراچی فون ۔ ۲۵۵۷۳۰۲ ۔

آخری قسط

مولانا محمد منظور نعمانی

قادیانیت

پر غور کرنے کا سیدھا راستہ

ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسے ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہ کیا' کیوں کہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے در حقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسرے کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے۔ بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں' سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا' میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے"۔ (ص ۴)

یہ مرزا صاحب کی عبارت ہے۔ بس یہ ان کا دین و مذہب ہے اور یہ ان کی پیغمبری ہے' آپ لوگوں کے احساسات کا حال مجھے معلوم نہیں' لیکن میں تو صاف کہتا ہوں کہ اس عبارت کے پڑھنے کے بعد میں ان کو نہایت ذلیل ذہنیت کا ایک سرکار پرست آدمی سمجھتا ہوں۔ اور اس قسم کی ان کی یہ ایک ہی عبارت نہیں ہے انگریزی سرکار کی خوشامد میں اس شخص نے بیسوں جگہ اس سے بھی زیادہ ذلیل قسم کی باتیں لکھی ہیں' معلوم نہیں ان کو نبی ماننے والوں نے نبوت کو کیا سمجھا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اگر ایسا شخص نبی ہو سکتا ہے تو شاید ہر بھلا آدمی پھر خدا ہو سکتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

خیر! چونکہ اس وقت کی میری گفتگو کا مقصد مرزا صاحب کی جانچ اور قادیانیت پر غور کرنے کا بس ایک صحیح طریقہ اور راستہ بتانا ہے اس لیے نمونے کے طور پر گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کے سلسلہ میں ان کی صرف یہی ایک عبارت پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔

خلاصہ بحث

اب میں آپ حضرات سے کہتا ہوں کہ میری چاروں اصولی باتیں آپ نے سن لیں' اور غالباً" سمجھ بھی لی ہوں گی کیونکہ ان میں کوئی باریک علمی بات نہیں ہے۔ سیدھی سیدھی موٹی باتیں ہیں اور الحمد للہ دو اور دو چار کی طرح یقینی اور پکی ہیں۔ آخر کون اس سے انکار کر سکتا ہے کہ

کسی نبی سے ہرگز یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنے سے پہلے کسی پیغمبر کی اہانت اور تنقیص کرے اور اخلاقی گندگیوں کو اس کی طرف منسوب کرے۔

اور کون اس میں شک کر سکتا ہے کہ کسی نبی سے ہرگز یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنی سچائی ثابت کرنے کے لیے صاف صاف غلط بیانی کرے اور جھوٹ بولے۔

اسی طرح ہرگز یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ کے حکم سے اور اللہ کی وحی سے کوئی سچا نبی تعین تاریخ کے ساتھ کوئی پیشین گوئی کرے اور اس کو اپنے صدق و کذب کا نشان اور معیار قرار دے اور اللہ اسی پیشین گوئی کے خلاف ظاہر کر کے اس کا جھوٹا اور مفتری ہونا دنیا پر ثابت کر دے۔

اسی طرح کوئی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ نبی و رسول جو اللہ کا نائب اور نمائندہ ہوتا ہے وہ ذلیل قسم کے سرکار پرستوں اور کاسہ لیسوں اور دنیا کے کتوں کی طرح گورنمنٹ برطانیہ جیسی کسی حکومت کی ایسی ذلیل خوشامد ہرگز نہیں کر سکتا جس کا نمونہ ابھی آپ نے دیکھا' نبوت تو بہت بلند مقام ہے میرے نزدیک تو یہ کسی شریف آدمی کا بھی کام نہیں ہے۔ اگر کسی شریف آدمی کی طرف یہ باتیں منسوب کی جائیں تو وہ اس کو اپنی سخت توہین اور گالی سمجھے گا۔

بہرحال یہ چار وہ سیدھی اور سچی اصولی باتیں ہیں جن سے انکار اور اختلاف کرنے کی کسی کے لیے قطعاً" گنجائش نہیں ہے۔ اور آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا غلام احمد ان چاروں چیزوں میں بری طرح ملوث اور آلودہ ہیں۔

اس لیے اگر بالفرض نبوت ختم نہ ہوئی ہوتی اور انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری ہوتا تب بھی مرزا غلام احمد کے نبی ہونے کا کوئی امکان نہ تھا' اللہ تعالیٰ کسی ایسے آدمی کو نبی اور رسول بنا کر نہیں بھیج سکتا جو

انسانی شرافت کے معیار سے اتنا گرا ہوا ہے ایسے کسی آدمی پر ہرگز خدا کی وحی نہیں آسکتی۔ ہاں ایسے لوگوں پر شیطانی وحی آیا کرتی ہے اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیطین تنزل علیٰ کل افاک اثیم" یعنی ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ شیاطین کو لوگوں پر اترتے ہیں وہ جھوٹ بولنے والوں اور افترا پردازوں اور پاپیوں پر اترتے ہیں پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو جھوٹ بولتا ہو' افترا کرتا ہو' اور جس کی زندگی پاک اور ستھری نہ ہو اس پر خدا کی وحی نہیں آتی' بلکہ شیطان آتے ہیں۔ اب آپ دیکھ لیجئے کہ مرزا صاحب میں "افاک" اور "اثیم" ہونے کی صفت کتنی نمایاں ہے بہر حال اگر بالفرض نبوت جاری ہوتی جب بھی مرزا صاحب کے نبی ہونے کا ہرگز کوئی امکان نہ تھا' وہ تو کھلے ہوئے افاک اور اثیم ہیں اور میں یہ جو کچھ کہہ رہا ہوں فرضی طور پر کہہ رہا ہوں' ورنہ میں شروع ہی میں آپ کو بتلا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ دین اور شریعت کو مکمل کردیا اور پھر قیامت تک اس کی حفاظت کی بھی خود ہی ذمہ داری لے لی' اور اپنی خاص قدرت سے اس کا انتظام بھی فرمادیا۔ اور اس طرح نبوت کی ضرورت کو ختم فرماکر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر نبوت کے ختم کئے جانے کا بھی قرآن پاک میں اعلان فرمادیا اور اس لئے رسول اللہ ﷺ نے احادیث میں بھی اس کا صاف صاف اعلان فرمادیا اور اس لیے ساری امت کا یہی عقیدہ اور یہی ایمان رہا کہ نبوت کا سلسلہ حضور ﷺ پر ختم ہوگیا اور اب کبھی دنیا میں کوئی نیا نبی نہیں آئے گا' اور قیامت تک پیدا ہونے والے ہر انسان کے لیے حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانا اور آپ کی پیروی کرنا کافی ہے اور حضرت کی نبوت اور آپ کی لائی ہوئی ہدایت دنیا بھر کے لیے اور ہمیشہ کے لیے کفایت کرنے والی ہے۔ بہر حال اصلی عقیدہ اور ایمان تو یہ ہے اور اس بنا پر اب کسی شخص کے بھی نبی ہونے کا کوئی امکان نہیں اور جو شخص بھی اب نبوت کا دعویٰ کرے ہم اس کو کاذب اور اللہ پر افترا کرنے والا سمجھیں گے' حتیٰ کہ اگر بالفرض سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ جیسی پاک سیرت رکھنے والا کوئی بزرگ بھی نبوت کا دعویٰ کر بیٹھے تو ہم اس کو بھی ایسا ہی سمجھیں گے اور میں اس سے بھی آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ اگر بالفرض حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی یہ دعویٰ کرتے تو امت ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ کرتی جو خود انھوں نے مسلیمہ کذاب کے ساتھ کیا۔

بہر حال ہمارا اصل عقیدہ اور ایمان تو یہ ہے ' لیکن اگر بالفرض نبوت کا سلسلہ جاری بھی ہوتا تب بھی مرزا غلام احمد جیسے اخلاق و اوصاف رکھنے والے کسی آدمی کے لیے اس مقام اور منصب کا کوئی امکان نہ تھا۔ کسی شخص کے حق میں سخت تنقید اور سخت الفاظ بولنا مجھے گراں ہوتا ہے' لیکن مرزا غلام احمد کے بارے میں میں اس کی ضرورت سمجھتا ہوں کہ اپنے دل پر جبر کرکے اپنی طبیعت اور ذوق کے خلاف صاف صاف کہوں کہ وہ شخص معمولی درجہ کے اخلاق سے بھی خالی تھا' جتنی دیانت اور سچائی اور جتنی غیرت اور شرافت اوسط درجہ کے لوگوں میں ہوتی ہے اس شخص میں اتنی بھی نہیں تھی۔ اور میں صاف کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کا مجھ جیسا گنہگار امتی بھی مرزا صاحب سے زیادہ دیانت اور صداقت الحمدللہ اپنے اندر رکھتا ہے۔

میں نے اس صحبت میں آپ حضرات کے سامنے مرزا صاحب اور ان کے عود کے بارے میں غور و خوض کا یہ اصولی طریقہ رکھنے ہی کا ارادہ کیا تھا' اب آپ حضرات میں سے جس کو اس بارہ میں کچھ سوچنا اور غور کرنا ہو وہ بڑی آسانی سے غور کرسکتا ہے اور وہ اور دو چار کی طرح ایک یقینی نتیجہ پر پہونچ سکتا ہو۔ باقی کسی کو ہدایت دینا تو اللہ ہی کے اختیار میں ہے"۔

یہ عاجز جب اپنی یہ بات پوری کرکے خاموش ہوا تو ایک قادیانی صاحب نے بڑی شکایت اور ناگواری کے ساتھ کہا کہ ہم تو اس لیے جمع ہوئے تھے کہ حیات مسیح اور اجراء نبوت کے مسئلوں کے متعلق آپ سے کچھ سوال کریں گے اور آپ قرآن شریف سے ہمیں اس کا جواب دیں گے' لیکن آپ نے ہمیں کچھ کہنے اور پوچھنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شخصیت کے متعلق تقریر شروع کردی"۔

میں نے کہا کہ آپ کا خیال اور ارادہ ایسا ہی ہوگا' لیکن میں تو آپ کے خیال یا ارادہ کا پابند نہیں آپ مجھے نہیں جانتے ہوں گے لیکن میں قادیانیت کو اور قادیانیوں کو خوب جانتا ہوں' اور میرے نزدیک قادیانیت کے بارے میں غور کرنے کا صحیح راستہ اور طریقہ یہی ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے اس طرح مرزا صاحب کی حقیقت بالکل بے نقاب ہوکر سامنے آجاتی ہے اور ان کی نبوت کا پردہ کھل جاتا ہے' اور معمولی سے معمولی سمجھ رکھنے والوں کے لیے بھی ان کے دعووں کے بارہ میں فیصلہ کرنا آسان ہوجاتا ہے' اور کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ لیکن ہاں میں جانتا ہوں کہ قادیانی صاحبان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوا کرتی ہے کہ مرزا صاحب کے متعلق گفتگو نہ ہو۔ بلکہ حیات و ممات مسیح جیسے مسائل پر بات ہو تاکہ ناواقف لوگ یہ سمجھیں کہ ہم مسلمانوں اور قادیانیوں میں اصل اختلاف بس اتنا ہی ہے کہ بعض آیتوں اور احادیث کے معنی ہمارے علماء کچھ اور بیان کرتے ہیں اور قادیانی کچھ اور سمجھتے ہیں' اور اس طرح وہ لوگ قادیانیوں کو بھی مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ جانیں۔

حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے اختلاف کی نوعیت دوسرے اسلامی فرقوں کے باہمی اختلافات سے بالکل مختلف ہے۔ قادیانی صاحبان ایک ایک شخص کو نبی مانتے ہیں اور نبی کی طرح اس کی ہر بات اور ہر مسئلہ پر ایمان لانا ضروری سمجھتے ہیں اور جو شخص ان کو نہ مانے اس کو کافر سمجھتے ہیں جیسے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی ہر ہدایت اور ہر تعلیم کا ماننا اور اس پر ایمان لانا ضروری سمجھتے ہیں' اور آپ کے منکروں کو کافر جانتے ہیں' تو قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی اصل بنیاد کوئی باریک علمی مسئلہ نہیں ہے' بلکہ مرزا غلام احمد کی شخصیت اور ان کا دعوائے نبوت ہے اور ہمارے نزدیک اس کی جانچ پڑتال کا سیدھا راستہ یہی ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔ اور اس لیے میرا یہ اصول ہے کہ اگر کوئی شخص قادیانیت کے بارے میں کچھ بات کرنا چاہے اور میں اس سے کچھ کہنا مفید اور مناسب سمجھوں تو پہلے یہی اصولی باتیں اس کے سامنے رکھ دیتا ہوں اگر اس میں کچھ بھی حق پرستی ہوتی ہے تو ان سیدھی سادھی اور بالکل بدیہی باتوں کے سامنے آجانے کے بعد اس کا ذہن مرزا صاحب کے بارہ میں بالکل صاف ہو جاتا ہے اور وہ اپنے اس اطمینان کا اظہار کر دیتا ہے کہ اب میں مرزا صاحب کو کاذب اور مفتری سمجھتا ہوں (جیسا کہ ان باتوں کے سامنے آنے کے بعد سمجھنا چاہیے) پھر اگر وہ حیات و ممات مسیح کے بارہ میں بھی بات کرنے اور سمجھنے کا خواہش مند ہوتا ہے تو میں اس کے سمجھانے کی بھی کوشش کرتا ہوں۔ اور اگر مرزا صاحب کے بارہ میں اس کا ذہن صاف نہیں ہوتا' اور وہ ان سے اپنی بے زری ظاہر نہیں کرتا تو میں سمجھ لیتا ہوں کہ یہ شخص نہایت ہٹ دھرم ہے اور اس میں قبول حق کی بالکل صلاحیت نہیں۔ پھر اس سے بات کرنے میں اپنا وقت ضائع کرنا میں بالکل درست نہیں سمجھتا' اور خواہ مخواہ اپنی قابلیت اور ہمہ دانی کے اظہار کے لیے وقت خراب نہیں کرتا۔ ہاں پہلے ایک زمانے میں جب اپنے وقت کی اتنی قیمت نہیں سمجھتا تھا تو ایسا بھی کر لیا کرتا تھا۔ اور صرف بحث کے لیے اور دوسرے کو قائل کرنے کے لیے بھی وقت صرف کر دیا کرتا تھا' لیکن اب میں اپنا وقت صرف ضروری اور مفید کاموں ہی پر صرف کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیے آپ حضرات سے بھی میں یہی کہتا ہوں کہ اگر میری اس گفتگو کے بعد مرزا صاحب کی شخصیت کے بارے میں آپ کا ذہن صاف ہو گیا ہو اور آپ کے دل نے ان باتوں کو قبول کر لیا ہو جو میرے نزدیک بالکل قطعی اور بدیہی ہیں تو بسم اللہ میں بڑی خوشی سے حیات مسیح کا مسئلہ سمجھانے کے لیے بھی اسی طرح اور ابھی تیار ہوں اور انشاء اللہ آپ اس کے بارہ میں بھی ابھی مطمئن ہو جائیں گے' لیکن اگر آپ سب کچھ سننے کے بعد بھی مرزا صاحب کو "حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام" ہی مانتے ہوں تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ حق کے متلاشی نہیں ہیں۔ اور کسی بات کے ماننے کا آپ کا ارادہ ہی نہیں ہے ایسی حالت میں صرف اپنی قابلیت جتانے کے لیے آپ پر مزید وقت صرف کرنا میں صحیح نہیں سمجھوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اس کی توفیق سے میرا وقت اچھے کاموں پر صرف ہوتا ہے' اور جن کاموں کو میں لایعنی سمجھتا ہوں' حتی الامکان ان سے بچنے کی اور اپنے کو بچانے کی کوشش کرتا ہوں۔

اس کے بعد ان ہی قادیانی صاحب نے کہا کہ جو باتیں آپ نے "حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام" کے متعلق بیان کی ہیں ان سب کا بھی جواب ہے' لیکن وہ جواب ہم نہیں دے سکتے' بلکہ ہمارے جن عالموں کا یہ کام ہے وہ آپ کو جواب دیں گے' لہٰذا آپ اس کے لیے کوئی وقت مقرر کریں' ہم اپنے کسی عالم کو بلانے کا انتظام کریں گے۔ میں نے کہا۔ "یعنی آپ مناظرہ کے لیے میرا وقت چاہتے ہیں؟"۔ انہوں نے کہا' جی ہاں!

میں نے کہا۔ قادیانی مناظرین کو میں خوب جانتا ہوں' اپنے پرانے زمانے میں ان کا میں نے کافی تجربہ کیا ہے ان میں قبول حق کی ادنیٰ صلاحیت نہیں ہوتی' وہ انتہائی درجہ ہٹ دھرم ہوتے ہیں۔ جو کچھ میں نے مرزا صاحب کے متعلق آپ کو بتلایا ہے' ہر قادیانی مناظر ان سب باتوں کو خوب جانتا ہے' لیکن اس کے باوجود وہ مرزا صاحب کا کلمہ پڑھتا ہے' ان کو نبی مانتا ہے اور نبی ثابت کرنا چاہتا ہے' اس لئے ان پر اتمام حجت بھی ہمارے ذمہ نہیں رہا۔ کوئی قادیانی مناظر اب ایسا نہیں ہے جو خدا کے سامنے یہ کہہ سکے کہ میں مرزا صاحب کے ان پہلوؤں کو نہیں جانتا تھا۔ تبیین الرشد من الغی اور اس کا نمونہ آپ خود ہیں جو کچھ میں نے مرزا صاحب کے متعلق کہا وہ سب آپ نے ان کی کتابوں سے سنا اور ان میں سے کسی ایک بات کا بھی آپ کے ذہن میں کوئی جواب اور کوئی معقول تاویل نہیں ہے اس کے باوجود ابھی تک آپ بے تکلف مرزا صاحب کو حضرت اقدس مسیح موعود کہتے ہیں۔ دراصل یہی وہ کھلی ہوئی ہٹ دھرمی ہے جس کے تجربہ کے بعد ہم ایسے لوگوں پر زیادہ وقت صرف کرنا فضول سمجھتے ہیں اگر آپ میں حق پرستی کا کوئی ذرہ بھی ہوتا تو آپ کم از کم یہ کہتے کہ یہ باتیں تو ایسی ہیں کہ اگر یہ صحیح ہیں تو مرزا صاحب ہرگز نبی یا مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ لیکن ہم اس پر ذرا غور کریں گے اور تحقیق کریں گے لیکن آپ کا حال یہ ہے کہ یہ سب سننے کے بعد آپ ان کو نبی اور مسیح ہی مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگرچہ ہم جواب نہیں دے سکتے مگر ان باتوں کو جواب ہے ضرور اور وہ ہمارے مناظر صاحب دے سکیں گے! دراصل یہی وہ ذہنیت ہے جس کے بعد قبول حق کی توفیق نہیں ہوتی اور آپ کے مناظرین میں یہ بات

باقی صفحہ ۱۷ پر

گذشتہ سے پیوستہ

تذکرۂ شہدائے ختم نبوت

(جن کی زندگی مسلم امہ کے ہر نوجوان کیلئے مشعل راہ ہے)

انتخاب: مفتی حسن علی منصور

حضرت ابو مسلم خولانیؒ

مسلیمہ کذاب نے حضور علیہ السلام کے عہد مبارک میں دعویٰ نبوت کر رکھا تھا۔ ایک دن مشہور تابعی حضرت ابو مسلم خولانیؒ کو گرفتار کرا کر مسلیمہ نے اپنے سامنے پیش کرایا اور ان سے پوچھا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ حضرت ابو مسلم نے فرمایا کہ میں سنتا نہیں ہوں۔ اس نے پھر کہا کہ تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ ابو مسلمؒ نے فوراً کہا کہ بیشک۔ اس سے پوچھا کہ کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابو مسلم نے فوراً کہا کہ میں سنتا نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو فرمایا کہ ہاں، اس طرح پھر تیسری مرتبہ دونوں جملے دریافت کئے اور یہی دونوں جواب سنے۔ غصے میں آکر حکم دیا کہ ایک عظیم الشان انبار سوختہ کا جمع کرکے آگ روشن کرو اور ابو مسلم کو اس میں ڈال دو۔ اس کی حزب شیطان نے حکم پاتے ہی جہنم کا یہ نمونہ تیار کردیا اور ابو مسلم کو بیدردی کے ساتھ اس میں ڈال دیا مگر جس قادر مطلق نے حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے دہکتی آگ کو ایک پر فضا باغ اور سلامتی والا بنادیا تھا وہ حیّ و قیوم آج بھی اپنے رسول کی محبت میں جان نثاری کرنے والے ابو مسلم کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے اس وقت پھر معجزہ ابراہیمی کی ایک جھلک دنیا کو دکھلادی اور پیروایان نمرود کی ساری کوششیں خاک میں ملادیں۔

حضرت ابو مسلمؒ صحیح سالم اس آگ سے برآمد ہوئے تو مسلیمہ کذاب کے ساتھی خود مذبذب ہونے لگے اور مسلیمہ نے اس کو غنیمت سمجھا کہ کس طرح یہ یمن سے چلے جائیں۔ حضرت ابو مسلمؒ نے اس کو قبول کیا اور یمن کو چھوڑ کر مدینۃ الرسول ﷺ کی راہ لی۔ مدینہ طیبہ پہنچے تو مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوکر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کردی۔ اچانک حضرت عمر فاروقؓ کی نظران پر پڑی تو بعد فراغت نماز دریافت کیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟

انہوں نے عرض کیا کہ یمن سے!

مسلیمہ کذاب کا یہ واقعہ کہ کسی مسلمان کو اس نے آگ میں جلادیا ہے، بہت مشہور ہوچکا تھا اور حضرت عمر فاروقؓ بھی اس سے متاثر اور حقیقت دریافت کرنے کے مشتاق تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا پورا واقعہ سنایا۔

(ابن عساکر، تاریخ ابن کثیر)

حبیب بن ام عمارةؓ

حضرت ام عمارةؓ کے صاحبزادے حبیب کا واقعہ ہے کہ ان کو مسلیمہ کذاب مدعی نبوت نے قید کرلیا اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرکے نہایت بیدردی سے قتل کردیا۔ یہ ظالم ان سے دریافت کرتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں تو یہ فرماتے "بیشک" پھر پوچھتا کہ اس کی بھی گواہی دیتے ہو کہ میں بھی اللہ کا رسول ہوں۔ تو یہ فرماتے ہرگز نہیں" اس پر ان کا ایک عضو کاٹ دیتا۔ پھر اسی طرح دریافت کرتا اور جب وہ اس جھوٹے نبی کی نبوت سے انکار کرتے تو یہ بدبخت ایک عضو اور کاٹ دیتا۔ اس طرح ایک ایک کرکے اس نے سارا بدن ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ الغرض شہید ہوگئے مگر یہ گوارا نہ کیا کہ عقیدہ کے خلاف ایک لفظ بھی نکالیں۔

حضرت زیدؓ بن خارجہؓ

نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ زیدؓ بن خارجہؓ انصار کے سرداروں میں سے تھے ایک روز وہ مدینہ طیبہ کے کسی راستہ میں چل رہے تھے کہ یکایک زمین پر گرے اور وفات ہوگئی۔ انصار کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو وہاں جاکر اٹھایا اور گھر لائے اور چاروں طرف سے ڈھانپ دیا۔ گھر میں کچھ انصاری عورتیں تھیں جو ان کی وفات پر گریہ وزاری میں مبتلا تھیں اور کچھ مرد جمع تھے۔ اسی طرح جب مغرب و عشاء کا درمیانی وقت آیا تو اچانک ایک آواز سنی کہ "چپ رہو۔ چپ رہو" لوگ متحیر ہوکر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ آواز اسی چادر کے نیچے سے آرہی ہے جس میں میت ہے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے ان کا منہ کھول دیا اور اس وقت یہ دیکھا گیا کہ زید بن خارجہؓ کی زبان سے یہ آواز نکل رہی ہے کہ "محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعدہ، الخ" یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور نبی امی ہیں جو انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔" یہی مضمون کتاب اول یعنی تورات و انجیل وغیرہ میں موجود ہے۔ سچ کہا سچ کہا"

(از کتاب ختم نبوت کامل۔ مفتی محمد شفیع صاحب ص ۲۷۷)

مولانا سید شمس الدین شہیدؒ

مرزائیوں نے فورٹ سنڈیمن میں محرف قرآن مجید تقسیم کیا جس کے خلاف احتجاجی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا

آج آپ دیکھتے ہیں کہ آپ کے قرآن کے ساتھ کھیلا جارہا ہے اور ختم نبوت کو پارہ پارہ کرچکے ہیں اور اس کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔ تو میرے ساتھیو! اگر ہمارا یہی حشر رہا تو لامحالہ ہم یہی کہیں گے کہ اگر ہم قیامت کے روز محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جائیں گے تو لامحالہ وہ یہی کہیں گے کہ میری ناموس لٹ رہی تھی اور قرآن پر ظلم ہو رہا تھا۔ ذرا یہ تو بتاؤ آپ حضرات کہاں تھے؟

بہر حال حضرات! میں نے تو یہ مصمم ارادہ کیا ہے کہ جب تک میرے جسم میں جان ہے اور میری رگوں میں ایک بھی خون کا قطرہ ہے اور جبکہ میں نے اپنے ہاتھ سے اور بیوقوفی کر کے اپنے نام کے ساتھ سید لکھا ہوا ہے تو میں اپنے نانا ﷺ کی ناموس پر اس بھٹو حکومت میں ایسا مرمٹوں گا کہ وہ بھی حیران ہوگا اور ان کے کان میں یہ آواز پہنچنی چاہیے کہ بھٹو صاحب! یہاں مرزائیت کا راج نہیں چل سکتا اور یہ میں پھر واضح الفاظ میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ وہاں بلوچستان میں ہم نے ختم نبوت کی جو تحریک چلائی' آج میں پھر حکومت سے کہتا ہوں کہ اس ماہ کی ۲۵/ تاریخ کو میں نے پھر ایکشن کمیٹی کی میٹنگ بلائی ہے اور آج پھر جب میں یہاں سے جاؤں گا تو وہ تحریک اسی طرح چلے گی جس طرح ہم نے چلائی تھی اور جب تک بلوچستان میں مرزائیت کا نام و نشان ہم نہیں مٹائیں گے تو وہاں ہمارا آرام سے بیٹھنا حرام ہے"۔

مولانا سید شمس الدینؒ کے عم زاد بھائی مولانا سید احمد شاہ خطیب ملٹری مسجد فورٹ سنڈیمن فرماتے ہیں' ۲۷/ اپریل سنہ ۱۹۷۴ء کو دوپہر ایک بجے خواب میں مجھے مولانا سید شمس الدین شہیدؒ کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کی شہادت کے بعد لوگوں نے بہت اشعار آپ کی یاد میں کہے ہیں۔ مولانا شہیدؒ نے کہا میں نے بھی اشعار کہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے سنادیں تاکہ میں لکھ لوں۔ مولانا شہیدؒ نے اپنا قلم مجھے دیا اور اشعار سنانے شروع کئے اور ابھی تین شعر پڑھے تھے کہ میں رونے لگا اور میری آنکھ کھل گئی۔ ان اشعار کا اردو مفہوم یہ ہے کہ

"دنیا میں میں نے ایمان کو تبدیل نہیں کیا اور ارمانوں کے ساتھ چل بسا میرے والدین اور اعزہ واقرباء افسوس نہ کریں۔ میں ختم نبوت پر قربان ہوا ہوں اور حضرت درخواستی مدظلہ' اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ اور دیگر قائدین جمعیۃ افسوس نہ کریں کیونکہ ظالم مجھے جمعیۃ علماء اسلام کے منشور سے ہٹا نہیں سکا"۔

بھٹو حکومت نے مولانا کو گرفتار کیا۔ رہائی کے بعد مولانا شمس الدینؒ نے اپنی گرفتاری کی کیفیت ان الفاظ میں بیان کی۔

" وہ مجھے ۴۵ میل دور افغانستان سرحد کی طرف والی روڈ میں لے گئے کیونکہ باقی تمام راستے ہمارے جوانوں نے بند کر رکھے تھے۔ وہاں ایک فوجی کیمپ میں مجھے ان کے حوالے کیا اور وہاں سے وہ لوگ آگے ۲۵ میل لے کر پہنچے۔ اس سڑک پر ہمارے جوان نہیں تھے۔ کیونکہ یہ راستہ افغانستان کو جاتا ہے لیکن ۲۵ میل دور ایک گاؤں میں پہنچے اور لوگوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے گھیرا ڈال لیا۔ ان کے دو نمائندے آئے اور کہا کہ تم مولوی شمس الدینؒ کو یہاں سے نہیں لے جاسکتے۔ اس لئے کہ اگر تم یہاں سے لے گئے تو یہ ہماری بے غیرتی ہوگی یا تو تم مولوی صاحب کو واپس لے جاؤ یا پھر ہم مریں گے یا تم مرو گے۔ بہر حال مجھے وہاں سے پھر فوجی چوکی میں واپس لائے اور وہاں سے مجھے بذریعہ ہیلی کاپٹر میوند لے جایا گیا۔ میوند میں ایک فوجی کیمپ تھا۔ وہاں مجھے ان سے دور ایک خیمہ لگا کر رکھا گیا اور چھ سے دس تک فوجی مجھ پر پہرہ دار مقرر کئے گئے۔ میوند ایک پہاڑی اور خراب علاقہ ہے اور ایسا پانی ہے جس کے پیتے ہی پیٹ خراب ہوجاتا ہے۔ بہر حال مجھے یہ کہا جاتا رہا کہ تمہیں اس وقت تک رہا نہیں کیا جائے گا جب تک تم حکومت وقت کی امداد نہ کرو اور اتنے روپے مجھے دینے پر تیار ہوئے کہ میرے پورے قبیلے کی زندگی کے لئے کافی تھے اور مجھے گورنر نے فوجیوں کے ذریعے یہاں تک کہا کہ آپ کو ہم وزارت اعلیٰ دینے کے لئے تیار ہیں۔ میں نے کہا میں پاکستان کی تاریخ میں اس داغ کا اضافہ نہیں کرنا چاہتا کہ ایک مجرم کو رہا کر کے وزیر اعلیٰ بنادیا جائے۔ پھر ہائی کورٹ کے نوٹس کی بناء پر مجھے ۱۸/ اگست کو رہا کر کے کوئٹہ لاکر چھوڑ دیا"۔

(بحوالہ ترجمان اسلام' ۳۱/ اگست سنہ ۱۹۷۳ء)

مولانا سید شمس الدینؒ کی گرفتاری کے دوران گورنر بگٹی نے اپنے ایلچی مولوی صالح محمد کے ذریعہ مولانا شہیدؒ کے والد محترم مولانا محمد زاہد صاحب مدظلہ' کو پیغام بھیجا کہ آپ مجھے کوئٹہ آکر ملیں تاکہ آپ کے بیٹے کی رہائی کے بارے میں کچھ شرائط طے کی جاسکیں۔ مگر مولانا محمد زاہد صاحب مدظلہ' نے جواب دیا کہ میں کسی قیمت پر گورنر سے ملاقات نہیں کروں گا۔

دراصل گورنر بگٹی کی خواہش یہ تھی کہ مولانا شمس الدینؒ کو اس بات کا پابند کردیا جائے کہ وہ رہائی کے بعد تحریک ختم نبوت کی قیادت نہ کریں لیکن مولانا محمد زاہد مدظلہ' نے اس دام میں آنے سے انکار کردیا اور فرمایا کہ یہ عقیدے کا مسئلہ ہے

اور ایسے دس شمس الدین عقیدہ ختم نبوت پر قربان کئے جاسکتے ہیں۔

آپ کو ایک سازش سے شہید کیا گیا۔ مولانا سید امام شاہ اور خان محمد زمان خان نے بتایا کہ مولانا شہیدؒ کے خون مقدس سے ایسی خوشبو آرہی تھی کہ اس جیسی خوشبو کسی چیز میں نہیں دیکھی کہ بعض افراد نے جن کے ہاتھوں کو خون لگ گیا تھا' سارا دن خون نہیں دھویا۔ یہ خوشبو لوگوں نے عام طور پر محسوس کی۔

متعدد حضرات نے راقم الحروف کو بتایا کہ جب قائدین جمعیۃ مولانا شہیدؒ کی قبر پر دعا میں مصروف تھی۔ اس وقت جلوس پر اوپر سے سفید رنگ کے پھول برس رہے تھے جو کئی لوگوں نے اٹھائے۔ بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید ہوا کے ساتھ قریبی باغ سے بادام کے درختوں کے پھول اڑ کر آرہے ہیں لیکن جب ان پھولوں سے موازنہ کیا تو یہ پھول باداموں کے پھولوں سے قطعی مختلف تھے۔ لوگوں نے بجا طور پر اسے شہیدؒ کی کرامت سمجھا۔ قبر پر دعا سے فارغ ہو کر قائدین جمعیۃ فورٹ سنڈیمن کوئٹہ واپس آگئے (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت از مولانا اللہ وسایا)

بقیہ، قادیانیت پر غور کا راستہ

آپ سے بھی زیادہ ہوتی ہے اس لئے میں تو ان کو بالکل اس لائق نہیں سمجھتا کہ ان سے گفتگو میں پانچ منٹ بھی اپنے صرف کروں اگرچہ ایک زمانہ میں اس کام کا بھی شوق تھا لیکن اب میں اس کو اپنے وقت کی اضاعت سمجھتا ہوں اگر واقعی اللہ کا کوئی بندہ طالب تحقیق ہو تو اس کی خدمت کرنا اور اس پر وقت صرف کرنا اپنا فرض ہے اور اس کے لئے یہ عاجز ہر وقت حاضر ہے۔ اور حیات مسیح کا مسئلہ ہو یا اجراء نبوت کا الحمد للہ ان میں سے کسی مسئلہ پر بھی مجھے تیاری کی بھی ضرورت نہیں لیکن آپ کے مناظرین کو میں بالکل اس کا اہل نہیں سمجھتا کہ ان سے گفتگو پر وقت ضائع کروں آپ نے جو کچھ مجھ سے سنا اللہ تعالیٰ توفیق دے تو بس اس پر غور کیجئے اور مرزا صاحب کی شخصیت کو سمجھنے کی ضرور کوشش کیجئے اور ان کو سمجھنے کا سیدھا راستہ وہی ہے جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے اس میں آپ کو اگر اپنے مناظرین سے بات کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو ان سے بات کیجئے لیکن مجھے ان سے بات کرنے کی ضرورت نہیں' میں انہیں اور ان کی باتوں کو خوب جانتا ہوں۔

نوٹ

یہ گفتگو اپنے حافظ کی مدد سے اور ان نوٹوں کی مدد سے جو اپنی عادت کے مطابق گفتگو سے چند منٹ پہلے کاغذ کے ایک پرچہ پر لکھ لئے تھے۔ کئی ہفتہ کے بعد تحریر میں لائی گئی تھی الفاظ و طرز بیان بھی جا بجا یقیناً فرق ہو گیا ہو گا لیکن اس میں کوئی مضائقہ نہیں خاص کر اس لئے بھی کہ قادیانیت کے متعلق غور کرنے کا جو اصولی راستہ اس مجلس میں پیش کیا گیا تھا بس اس کو قلمبند کرکے شائع کردینا مقصود ہے

ثمینہ بنت نذیر احمد ننکانہ صاحب

سن کا آغاز و اہمیّت

سن کی تعریف = سن عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی سال کے ہیں۔

سن جلوس = یعنی تخت نشینی کا سال۔

سن رواں = یعنی موجودہ سال۔

سن فصلی = یعنی وہ سال جو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے دور میں جاری ہوا۔

سن عیسوی = وہ شمسی سن جو عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق (نعوذ باللہ من ذالک) حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے بعد شروع ہوا۔

سن ہجری = وہ قمری سال جس میں حضرت نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکہ معظمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوگئے۔

ذی شعور انسان کے ذہن میں یہ سوال ضرور گردش کرے گا کہ سن شمسی کو چھوڑ کر مسلمانوں نے سن قمری کیوں اختیار کیا؟

یہ اس لئے کہ قرآن مجید کے دوسرے پارے میں خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "یسئلونک عن الاهلة قل هی مواقیت للناس والحج" قرآن مجید کی روشنی سے معلوم ہوا کہ احکام عبادت کا دارومدار شریعت مطہرہ نے قمری حساب پر رکھا اور تمام شرعی احکام کا دارومدار قمری حساب پر ہے ۱۔ رمضان المبارک کے روزے ' ۲۔ زکوٰۃ ' ۳۔ حج ' ۴۔ دو عیدیں ' ۵۔ عورت کی عدت ' ۶۔ بچوں کو دودھ پلانے کا وقت ' ۷۔ انسان کی عمر ' ۸۔ قرض ادا کرنے کا وقت ۹۔ حمل کی مدت وغیرہ

آج جبکہ ساری امت شمسی حساب کو اپنا معمول بنائے ہوئے ہے۔ (الا ماشآء اللّٰہ) اگر قمری سال ضائع ہو جائے تو سب کے سب گناہ گار ہوں گے اس لئے قمری سال کی حفاظت فرض کفایہ ہے اس لئے امت مسلمہ کو قمری حساب کا خیال رکھنا چاہئے۔

سن ہجری کا آغاز اور اہمیت:۔

حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں جب اسلام میں فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور بڑے بڑے واقعات پیش آئے اور حکومتی کام بھی بہت زیادہ پھیل گئے جس میں لامحالہ تاریخ اور ان کے حوالہ کی ضرورت پیش آئی تو ایک باقاعدہ سن اور تاریخ کا مطالبہ ہر طرف سے شروع ہوگیا خود حضرت عمر فاروقؓ کو اس کا احساس اس وقت اس شدت سے ہوا جب یمن کے ایک عامل نے ان سے کہا کہ کیا بات ہے آپ اپنے فرامین و خطوط میں سن کا حوالہ کیوں نہیں دیتے شعبی نے روایت کی ہے کہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمر بن خطاب کو لکھ کر بھیجا کہ کیا بات ہے ہمارے پاس جو خطوط آتے ہیں ان پر تاریخ نہیں ہوتی حضرت میمون بن مہران کے پاس ایک چیک آیا جس پر صرف شعبان لکھا تھا تو انہوں نے دریافت کیا کہ اس شعبان سے مراد کون سا شعبان مراد ہے موجودہ شعبان یا گزشتہ شعبان یا آنے والا شعبان۔

محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر فاروقؓ سے کہا کہ تاریخ لکھا کیجئے حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ تاریخ کیا مطلب ہے ایک شخص نے بتایا کہ جس طرح اہل عجم اپنے خطوط فرامین میں یہ لکھتے ہیں کہ فلاں تاریخ اور فلاں سن میں لکھا گیا ہے تو حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ یہ تجویز اچھی ہے حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے اس معاملہ میں مشورہ چاہا تو کسی نے کہا کہ رومیوں کی سن اور تاریخ کو ہم اختیار کرلیں بعض لوگوں نے جواباً کہا کہ رومی ذوالقرنین کے زمانہ سے اپنی تاریخ لکھتے ہیں اس لئے یہ بڑی لمبی تاریخ ہو جائے گی کسی نے مشورہ دیا کہ ایرانیوں کی تاریخ کو اختیار کرلیا جائے لیکن یہ مشورہ بھی قابل قبول نہ ہوسکا مجلس شوریٰ میں کسی نے رائے دی کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کو سن و تاریخ مقرر کرلیا جائے کسی نے بعثت کے سال کو اور کسی نے وفات کے سال کو لیکن یہ آراء بھی حضرت عمر فاروقؓ کو پسند نہ آئیں آخر کار حضرت علیؓ نے رائے دی کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی ہجرت سے سن و تاریخ مقرر کرلینی چاہئے اب سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت علیؓ کی رائے کو قبول فرما کر سن ہجری کی بنیاد آنحضرت ﷺ کی مکہ سے ہجرت والی تاریخ پر قائم کرلی جو کہ بدستور چلی آرہی ہے حضرت نبی کریم ﷺ نے ربیع الاول میں ہجرت کی سال کے دو مہینے آٹھ دن گزر چکے تھے اس لحاظ سے ربیع الاول سے سن ہجری کا آغاز ہونا چاہئے تھا اس بات پر بھی اختلاف ہوا کہ اس مہینہ کو سال کا پہلا مہینہ مقرر کیا جائے اب کچھ لوگوں نے کہا کہ رمضان المبارک کو سال کا پہلا مہینہ مقرر کیا جائے اس لئے کہ اس میں قرآن پاک کا نزول ہوا لیکن عرب میں سال محرم سے شروع ہوتا تھا اس لئے دو ماہ ' آٹھ ماہ دن پیچھے ہٹ کر سن ہجری کا آغاز کیا گیا دوسرا سبب یہ تھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے یکم محرم سے ہجرت کا ارادہ کیا تھا اس لئے آپ ﷺ کے ارادہ کرنے کی تاریخ اور اس ماہ پر سن ہجری کی بنیاد رکھی گئی سن ہجری کی بنیاد کا سہرا حضرت عمر فاروقؓ کے سر ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے سترہ برس بعد ہوا۔

تحریکِ ختمِ نبوّت

منزل بہ منزل

قسط نمبر۳

قادیانی امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کرکے قانون کا منہ چڑا رہے ہیں۔ ان کا تعاقب حکومت سمیت ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اسرائیلی صدر سے قادیانیوں کی ملاقاتیں' راجیو گاندھی سے ڈاکٹر سلام کی ملاقات' لیاقت علی خان کے قتل میں قادیانیوں کا ملوث ہونا ان حالات میں حکومت کا فرض ہے کہ قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔ ڈیرہ غازی خاں میں مساجد کا تقدس پامال کرنے اور علماء کرام پر بے تحاشا لاٹھی چارج کرنے والے افسران کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ ڈاکٹر سلام کو اسلامی سائنس فاؤنڈیشن سے الگ کیا جائے۔

ڈیرہ اسماعیل خاں میں اوقاف کی جگہ پر ناجائز قبضہ کرکے قادیانیوں نے مسجد بنائی۔ مجلس کے راہنماؤں نے قانونی طریقہ سے قبضہ واگزار کرایا اور اس کا نام مسجد ختم نبوت رکھا گیا اور نماز باجماعت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ نوکر شاہی ایک منصوبے کے تحت مسجد کو دفتر کے ساتھ تبدیل کرنے کی سازش میں مصروف ہے۔ اسے فی الفور واگزار کرکے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ اسماعیل خاں کے سپرد کی جائے۔

ڈیرہ غازی خاں شیر گڑھ کی مسجد جس میں قادیانی میر منڈ کو دفنایا گیا تھا' مجلس کی تحریک پر اسے مسجد سے نکال دیا گیا لیکن مسجد تاہنوز سیل ہے۔ اسے فی الفور مسلمانوں کے حوالے کیا جائے۔

(لولاک جلد ۲۳ شمارہ ۳۔ ۱۱ر اپریل ۱۹۸۶ء)

کمشنر بہاولپور ڈویژن سے ملاقات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد نے مورخہ ۲۹ر جولائی کو کمشنر بہاولپور ڈویژن سے ملاقات کی۔ وفد میں مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوری' قاری عبدالغفور بہاولنگر' مولانا فیض احمد' مولانا محمد طفیل ارشد' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی شامل تھے۔

وفد نے بہاولنگر کی صورتحال کے بارے میں انہیں مطلع کیا کہ بہاولنگر ضلع میں قادیانی امتناع قادیانیت آرڈیننس کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ آیات قرآنی' کلمات طیبہ کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں۔ ضلعی انتظامیہ بار بار مطلع کرنے کے باوجود سردمہری کا شکار ہے اور مرزائیت نوازی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ جس سے مسلمانان بہاولپور میں سخت بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔ قبل ازیں حالات قابو سے باہر ہوجائیں' انتظامیہ اس کا سختی سے نوٹس لے۔

کمشنر نے وفد کو یقین دلایا کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے گا اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔ واضح رہے کہ اس وقت ڈپٹی کمشنر بہاولنگر بھی موجود تھے۔

حضرت الامیر کی اپیل پر یوم احتجاج منایا گیا

مرتب۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کی اپیل پر مورخہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۸۵ء جمعۃ المبارک کے دن پورے ملک میں یوم احتجاج منایا گیا۔ ملک بھر کے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام اور مشائخ عظام نے جمعۃ المبارک کے خطبات میں حکومت کی مرزائیت نوازی اور تحریک ختم نبوت کے مطالبات تسلیم نہ کرنے کے خلاف یوم احتجاج منایا گیا اور مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

○... اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کے مطابق ارتداد کی شرعی سزا سزائے موت نافذ کی جائے۔

○... ربوہ کی رہائشی زمین کی غیر قانونی الاٹمنٹ منسوخ کی جائے اور قابضان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

○... قادیانی جماعت کو اسلام اور ملک دشمنی کے باعث غیر قانونی قرار دیا جائے۔

○. انجمن احمدیہ کی جائیداد بحق سرکار ضبط کی جائے۔

○... امتناع قادیانیت آرڈیننس پر موثر عملدرآمد کیا جائے۔

○... ساہیوال اور سکھر کے کیسوں کے فیصلوں پر عملدرآمد کیا جائے۔

ملک بھر کے علماء کرام نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو قانون کا پابند کیا جائے' بصورت دیگر مسلمانان پاکستان قادیانیوں کو قانون کا پابند بنا کر رہیں گے جس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

ننکانہ میں جلسہ تقسیم انعامات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ کے زیر اہتمام ہر سال تحریری انعامی مقابلہ ہوتا ہے۔ اس سال عنوان تھا "عقیدۂ ختم نبوت" جس پر بیسیوں مقالہ جات آئے۔ جن کی چیکنگ مرکزی دفتر ملتان میں قادیانیت پر وسیع مطالعہ رکھنے والے علماء کرام نے کی چنانچہ اول' دوم' سوم آنے والے حضرات کو انعامات دیئے گئے۔ جلسہ تقسیم انعامات میں پیر علی اکبر شاہ سجادہ نشین بالا شریف' جناب سید ریاض الحسن گیلانی ڈپٹی اٹارنی جنرل پنجاب' مولانا عزیز الرحمان جالندھری' مولانا اللہ وسایا' صاحبزادہ طارق محمود' چوہدری اختر سول سمیت کئی ایک مقررین نے مورخہ ۱۹ر دسمبر ننکانہ میں خطاب فرمایا۔

اول انعام یافتہ شبیر حسین شاہ ٹریننگ ڈائریکٹر نیول ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد کو گولڈ میڈل اور کتابوں کا سیٹ دیا گیا۔ دوسرا انعام گورنمنٹ ہائی اسکول خوشاب کی ہیڈ مسٹریس کے حصہ میں آیا جو ان کے بھائی نے وصول کیا جبکہ تیسرا انعام اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور شبیر احمد کو ملا۔ یہ پروگرام اپنی نوعیت کا منفرد پروگرام تھا جو رات گئے تک جاری رہ کر حسین یادیں چھوڑ گیا۔

مولانا احمد میاں حمادی کا اعلائے کلمۃ الحق

مولانا احمد میاں حمادی احقاق حق اور ابطال باطل کے مسئلہ میں اسلام کی ننگی تلوار ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت پر دل و

جان سے فدا ہیں۔ اگر کوئی بڑے سے بڑا آدمی مرزائیت نوازی کرتا ہے تو موصوف آؤ دیکھتے ہیں نہ تاؤ' لٹھ اٹھا کر اس کا بھرپور تعاقب کرتے ہیں۔ چاہے اس کے لئے کتنی ہی عظیم الشان قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے بعد سیکولر سیاست دان مرزائیوں کو خوش کرنے کے لئے ان کے حق میں آئے روز بیان بازی میں مصروف نظر آتے ہیں۔ مولانا حمادی میاں نے اپنی مسجد میں تعاقب کرتے ہوئے کہا۔

○۔ ۱۱ مارچ روزنامہ امن کراچی میں ایم آر ڈی کے جنرل سیکریٹری خواجہ منیر الدین کا بیان شائع ہوا۔ جس میں ساہیوال اور سکھر کے قادیانی مجرموں کو دی گئی سزائے موت پر احتجاج کیا گیا تھا۔ قاتل' ظالم گروہ کو مظلوم اور مذہبی جماعت قرار دیا گیا اور ان کی رہائی کے لئے مقدمات سول کورٹ میں منتقل کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ جمعۃ المبارک کا یہ عظیم اجتماع ایم آر ڈی اور اس سے باہر کی جماعتوں کے لیڈروں کی مرزائیت نوازی کی مذمت کرتا ہے اور ایم آر ڈی سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی نواز لیڈروں کو ایم آر ڈی سے نکالا جائے بصورت دیگر پاکستان کے عوام ان لوگوں کی لیڈری کو خس و خاشاک کی طرح بہادیں گے۔

○۔ نیز یہ اجتماع مذہبی جماعتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ خواجہ خیر دین' اصغر خان' معراج محمد خان' بے نظیر بھٹو' اعتزاز احسن' بزنجو' مزاری' ولی خان اور بیگم ولی کی مرزائیت نوازی کی بھرپور مزاحمت کریں۔

○... مولانا احمد میاں حمادی کے نام قادیانیوں کی طرف سے بھیجے گئے لٹریچر کی پرزور مذمت کرتا ہے۔ اس لٹریچر میں مرزائیوں کے کفریہ عقائد کو اسلام کے ساتھ تعبیر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نیز بزرگان دین کے عقائد بھی یہی بتلائے گئے ہیں لہذا یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ اس کفریہ لٹریچر کو شائع کرنے والے' تقسیم کرنے والے قادیانیوں کے خلاف آئین پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔ سی کے تحت کارروائی کی جائے تاکہ امن و امان کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔

مرکزی شوریٰ کا اجلاس اور اہم فیصلے

ملتان۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس ۱۹ مارچ ۱۹۸۶ء کو دفتر مرکزیہ میں ہوا۔ جس کی صدارت حضرت الامیر دامت برکاتہم نے فرمائی۔ اجلاس انتہائی اہمیت کا حامل تھا' اس لئے کہ۔

○۔ گزشتہ تین سالوں میں مجلس کی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیاں وسعت پذیر ہیں۔

○... مجلس کے مبلغین نے کئی ایک ممالک کا دورہ کیا اور کئی ایک ممالک کے تقاضے سامنے ہیں۔

○... گزشتہ سال لندن کانفرنس کے موقع پر دارالعلوم بری ہولکسب میں مولانا محمد یوسف متالا کی دعوت پر علماء کرام کا اجلاس حضرت الامیر کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں کہا گیا کہ مجلس بین الاقوامی طور پر اپنی ذمہ داریاں سنبھالے اور یہ طے ہوا کہ مجلس کا نام اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہوگا' اس مسئلہ پر بھی غور و فکر کرنا تھا۔

○... حضرت الامیر نے حال ہی میں متحدہ عرب امارات سے مولانا محمد ہارون اسلام آبادی' مولانا خلیل احمد ہزاروی' برطانیہ سے مولانا محمد یوسف متالا' اسپین سے راجہ حبیب الرحمٰن' جنوبی افریقہ سے مولانا محمد ابراہیم میاں' فرانس سے مولانا محمد سعید انگار کو مجلس شوریٰ کا رکن نامزد کیا تھا۔ مذکورہ بالا حضرات کو اجلاس میں شرکت کی دعوت دی جاچکی تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد یوسف متالا مدظلہم' متحدہ عرب امارات سے مولانا خلیل احمد ہزاروی' حاجی محمد رفیق صابری' علامہ اشتیاق حسین عثمانی' قطر سے مولانا محمد اسماعیل رشیدی نے شرکت فرما کر شوریٰ کے اجلاس کی رونق کو دوبالا کردیا۔

○... چنانچہ اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی تو مولانا اللہ وسایا نے گزشتہ سال لندن کی کانفرنس کی رپورٹ پیش کی۔ جبکہ حاجی عبدالرحمان باوا نے بیرون ممالک کے دوروں' لندن میں دفتر قائم کرنے کے امکانات سے ہاؤس کو آگاہ کیا۔ اور بتلایا کہ اس وقت امریکہ' افریقہ اور یورپ کے بیشتر ممالک سے رابطہ ہوچکا ہے۔ بنگلہ دیش میں پہلے سے دفتر موجود ہے اور بنگلہ زبان میں ہفت روزہ ختم نبوت کی اشاعت شروع ہوچکی ہے۔

○۔ شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ لندن میں دفتر کے قیام کے بعد وہاں انگریزی زبان میں لٹریچر شائع کیا جائے۔ نیز عربی زبان میں بھی لٹریچر کی اشاعت کی جائے۔ چونکہ مجلس کا دائرۂ کار دنیا کے اکثر و بیشتر ممالک میں بڑھ گیا ہے لہذا طے کیا گیا کہ آئندہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا نام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہوگا۔ اس سلسلہ میں دستور میں ترمیم کے لئے مجلس عمومی سے اجازت لی جائے۔ نیز دستور میں نائب امیر دوم کے عہدہ کے لئے بھی جنرل کونسل سے منظوری حاصل کی جائے۔

○... طے پایا کہ امسال بنگلہ دیش' برطانیہ' افریقہ کے فارغ التحصیل علماء کرام کے لئے دارالمبلغین کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ تربیت حاصل کرنے کے بعد انہیں ان کے ممالک میں مبلغ مقرر کیا جاسکے۔

○۔ شوریٰ نے لندن کانفرنس کے موقع پر جمعیت علماء برطانیہ کے تعاون پر اس کا بھرپور شکریہ ادا کیا گیا۔ اس طرح مجلس کا ایک وفد گزشتہ متحدہ عرب امارات کے دورہ پر گیا۔ وہاں جمعیت اہلسنت للدعوۃ والارشاد کے ساتھیوں نے جس طرح تعاون فرمایا اس پر مولانا محمد فہیم' مولانا محمد اسحاق خان' مولانا محمد ہارون' مولانا خلیل احمد ہزاروی' علامہ اشتیاق عثمانی' جناب رفیق صابری کے علاوہ دیگر احباب کا شکریہ ادا کیا گیا۔

○... اجلاس نے ڈاکٹر سلام قادیانی کی پراسرار سرگرمیوں پر غور کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسے فوری طور پر اسلامک فاؤنڈیشن کی سربراہی سے الگ کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کرے اور اس کی حقیقت سے اسلامی ممالک کے سربراہوں کو آگاہ کرے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عاملہ کے فیصلے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس امیر مرکزیہ حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب کرنے کے لئے ایک وفد مرکزی نائب امیر دوم مولانا عبدالحفیظ مکی کی قیادت میں کئی ایک ممالک کا دورہ کرے گا۔ وفد میں مولانا اللہ وسایا' حاجی عبدالرحمان باوا شامل ہوں گے۔ یہ وفد امریکہ' برطانیہ' ناروے' سویڈن' ڈنمارک کا دورہ کرے گا۔ برطانیہ میں تمام کام مولانا محمد یوسف متالا کی نگرانی میں ہوگا۔ یہ وفد چار سے چھ ماہ تک دورہ کرسکتا ہے۔ ہر مقام پر مجلس کی شاخیں' دفاتر کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ وفد واپسی پر مرکزی مجلس عاملہ میں رپورٹ پیش کرے گا۔

○... اجلاس میں اقوام متحدہ میں پاکستان کے نمائندے کی بے حسی پر شدید احتجاج کیا گیا کہ انہوں نے حکومت پاکستان کے مرزائیت کے متعلق اقدامات کا صحیح رخ اور اصل موقف کسی مسلم رکن ملک کے سامنے واضح نہیں کیا اور نہ ہی کسی مسلم ملک کو اپنا ہمنوا بنانے کی زحمت کی گئی۔ اس وجہ سے قادیانیت جیسی دہشت گرد' تخریب کار اور قاتل جماعت کو پروپیگنڈہ کا بے جا موقع فراہم کیا گیا۔

لندن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ہیڈ کوارٹر

مرزائی جماعت کے گرو مرزا طاہر احمد نے جب پاکستان سے رات کی تاریکی میں داڑھی منڈوا کر کوٹ پتلون پہن کر راہ فرار اختیار کی اور لندن کے قریب ٹلفورڈ میں بھیڑوں کا ایک باڑہ خرید کر اسے "اسلام آباد" کا نام دیا اور دجل و فریب و کفر و ارتداد کی تبلیغ شروع کی تو ضرورت محسوس ہوئی کہ قادیانیت کا لندن میں بھرپور تعاقب کرکے اس کی ارتدادی سرگرمیوں کا پرزور تعاقب کیا جائے۔

یوں تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر مولانا لال

حسین اختر نے ۱۹۶۷ء میں برطانیہ کا دورہ کیا تھا اور ووکنگ مشن کی "شاہجہان مسجد" کو قادیانیت سے واگزار کرایا تھا۔

۱۹۸۳ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے "قلمی محاذ" کے انچارج حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کی قیادت میں ایک وفد نے برطانیہ کا دوبارہ دورہ کیا۔

۱۹۸۵ء میں لندن کے "ویمبلے کانفرنس ہال" میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس ۱۹۸۵ء کے موقع پر مجلس کے رہنماؤں کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ مرزا طاہر کے لندن آنے پر یہاں ہیڈ کوارٹر قائم کیا جائے جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی شاخ ہو۔ جہاں انگلش سمیت مختلف متداول زبانوں میں لٹریچر شائع کر کے قادیانیت کا پرزور تعاقب کیا جائے۔

پہلی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے ابو ظہبی سے تشریف لائے ہوئے مولانا خلیل احمد ہزاروی اور مولانا اشتیاق احمد کی خدمت میں اس کا تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے بھرپور مالی تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

چنانچہ ستمبر ۱۹۸۵ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس وقت کے نائب امیر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمان ؒ کی قیادت میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' مولانا منظور احمد الحسینی' جناب عبدالرحمان یعقوب باوا پر مشتمل ایک وفد نے متحدہ عرب امارات کا دورہ کیا۔ جس میں وفد نے امارات کے دورہ سے خوب فائدہ اٹھایا اور ختم نبوت سینٹر کے قیام کی راہیں کھل گئیں۔

۱۹۹ ء کی ختم نبوت کانفرنس ویمبلے ہال لندن سے فراغت کے بعد مجلس کے ایک وفد نے کینیڈا' ناروے' ڈنمارک' سویڈن کا دو ماہ کا کامیاب دورہ کیا۔ جس میں قادیانیت کی خوب پسپائی ہوئی اور مجلس کو اللہ پاک نے کامیابیوں سے سرفراز فرمایا۔ دورہ سے فراغت کے بعد وفد کے دوسرے ارکان تو ملک واپس تشریف لائے جبکہ جناب عبدالرحمان یعقوب باوا کو یہ ڈیوٹی سپرد کی گئی کہ لندن میں رہ کر دفتر و عالمی مرکز تبلیغ کے لئے جگہ کا انتخاب کیا جائے۔

چنانچہ باوا صاحب نے اکتوبر' نومبر' دسمبر ۱۹۸۶ء اور جنوری ۱۹۸۷ء مسلسل چار ماہ کی تگ و دو کے بعد "ختم نبوت سینٹر" کے نام سے اسٹاک ویل گرین لندن میں بارہ ہزار مربع فٹ پر مشتمل ایک بڑے گرجا گھر کو خریدنے میں کامیاب ہو گئے۔

سینٹر کی خرید پر ایک لاکھ تیس ہزار پونڈ خرچ ہوئے۔

ختم نبوت سینٹر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر' دار المبلغین' عظیم الشان لائبریری' دار الافتاء وغیرہ کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ مستقبل میں پریس کا منصوبہ بھی زیر غور ہے۔ انگریزی زبان پر عبور رکھنے والے مبلغین کا تقرر عمل میں لایا جائے گا تاکہ پوری دنیا میں اس سینٹر سے مبلغین اشاعت اسلام اور تحفظ ختم نبوت کے فرائض سرانجام دے سکیں (خداوند قدوس ان منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق دیں)۔ اس عظیم الشان سینٹر کی خریداری میں حضرت مولانا محمد یوسف متالا دامت برکاتہم اور مولانا محمد بلال پٹیل خطیب بالھم مسجد لندن کے مشورے اور ہدایات قدم قدم پر شامل حال رہیں بلکہ مکمل سرپرستی حاصل رہی۔

۲۶ اپریل ۱۹۸۷ء کو "ختم نبوت سینٹر" کا آغاز ہوا۔ جناب مولانا منظور احمد الحسینی' مولانا عبدالرحمان باوا' مولانا بلال پٹیل نے مختصر خطاب کیا۔ دو سو سال تک جس جگہ تثلیث کی پرستش ہوتی رہی' آج الحمدللہ وہاں توحید و ختم نبوت کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔

مجلس عمل بہاولپور کا اجلاس

تحریک ختم نبوت پورے ملک میں زوروں پر ہے۔ جلسے' جلوس' اجتماعات' قراردادیں' ٹیلی گرامیں اور مطالبات حکومتی حلقوں تک پہنچائے جا رہے ہیں۔ مرکزی مجلس عمل نے ۱۷ر فروری تک مطالبات تسلیم کرنے کا الٹی میٹم دے دیا ہے کہ اگر ۱۶ر فروری تک مطالبات تسلیم نہ ہوئے تو ۱۷ر فروری کو اسلام آباد میں عظیم الشان مظاہرہ کیا جائے گا اور ایک ہزار علماء کرام اس مظاہرے کی قیادت فرمائیں گے۔ اس سلسلہ میں مجلس عمل ختم نبوت بہاولپور کا اجلاس مولانا غلام مصطفیٰ کی صدارت میں ۴ر فروری ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا۔ جس میں ۱۷ر فروری کو اسلام آباد میں منعقد ہونے والے مظاہرے میں بھرپور شرکت کا فیصلہ کیا گیا اور طے ہوا کہ مجلس بہاولپور ڈویژن کے مبلغ محمد اسماعیل شجاع آبادی' احمد پور شرقیہ' لیاقت پور' خان پور' رحیم یار خاں' صادق آباد' منڈی یزمان' حاصل پور' بہاولنگر' چشتیاں' ہارون آباد اور دوسرے علاقوں کا دورہ کر کے علماء کرام اس پروگرام میں شرکت کے لئے آمادہ کریں گے۔

اجلاس میں مجلس بہاولپور کے بانی ممبر مولانا خیر محمد ؒ کی وفات پر تعزیت کرتے ہوئے ان کی مغفرت کی دعا کی گئی اور شیر گڑھ کی مسجد سے قادیانی سردار میرمند کی لاش کو نکالنے کا مطالبہ کیا گیا۔ قادیانیوں کی طرف سے امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کو حکومت تساہل قرار دیا گیا۔ اور موثر عملدرآمد کا مطالبہ کیا گیا۔

اجلاس میں مولانا غلام مصطفیٰ کے علاوہ حاجی سیف الرحمٰن' مولانا شمس الدین انصاری' مولانا عبدالحکیم' مولانا محمد معاذ' حاجی اسلوب احمد خاں (جماعت اسلامی)' حکیم محمد عمران' سراج بدر (جماعت اہلسنّت)' ریاض چغتائی' محمد اسماعیل شجاع آبادی' گلزار احمد نسیم ایڈیٹر روزنامہ سیادت' مجید گل نامہ نگار پاکستان ٹائمز و امروز کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور ختم نبوت اسٹوڈنٹس کے بیسیوں کارکنوں نے شرکت کی۔

وفاقی وزارت مذہبی امور کی نگران کمیٹی کے لئے مجلس عمل کے نمائندگان

لاہور۔ مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس حضرت الامیر مدظلہم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں وفاقی وزارت مذہبی امور کی نگران کمیٹی کے لئے پانچ ارکان کے نام بھجوا دیئے گئے۔ نگران کمیٹی امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عملدرآمد کی نگرانی کرے گی۔ یہ فیصلہ مجلس عمل اور وزیراعظم کے مذاکرات میں ہوا تھا۔ مجلس عمل کی طرف سے اس کمیٹی کے سینئر رکن مولانا عزیز الرحمان جالندھری ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہوں گے جبکہ باقی ارکان میں مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی امیر جماعت اہلحدیث' مولانا علی غضنفر کراروی' مولانا قاضی اسرار الحق' مولانا سید عطاء المومن بخاری شامل ہیں۔ حضرت الامیر نے کمیٹی کے نام بھجواتے ہوئے وزارت مذہبی امور سے کہا کہ فی الفور کمیٹی کا اجلاس بلا کر تصفیہ طلب امور کا فیصلہ کیا جائے۔ تاکہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عملدرآمد نہ ہونے کے بارے میں جو شکایات ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔

قادیانی سردار کی لاش مسجد سے نکال دی گئی۔

تونسہ شریف (نامہ نگار) مسلمانوں کے شدید احتجاج پر مقامی اور ضلعی انتظامیہ نے قادیانی سردار میرمند قیصرانی کی لاش کو شیر گڑھ کی مسجد سے نکال کر قادیانیوں کے مخصوص قبرستان میں دفن کروا دیا گیا۔ حکومت نے آج بہاولپور' ملتان' ڈیرہ غازی خاں کے ڈویژنوں سے ہزاروں کی تعداد میں پولیس کی نفری تونسہ شریف اور شیر گڑھ بھجوا دی ہے۔ یاد رہے کہ ایک ماہ قبل قادیانی سردار کو شیر گڑھ کی مسجد میں دفن کیا گیا تھا۔ جس پر مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ غازی خاں کے زیر اہتمام تحریک چلائی گئی چنانچہ مسلمانوں کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا گیا۔ بعد میں قادیانی سردار کے لواحقین کے اصرار پر قادیانی سردار کی میت کو قادیانی سردار کے گھر "شیر گڑھ محل" میں دفن کروا دیا گیا۔ لاش صندوق میں بند تھی۔ اس موقع پر تونسہ کے متعدد علماء کرام اور پولیس کے اعلیٰ حکام موجود تھے۔ شیر گڑھ کے قریبی قصبہ کوٹ قیصرانی جو کہ سردار کا آبائی گاؤں بھی ہے' میں بھاری تعداد میں پولیس متعین کر دی گئی اور شہریوں کے گاؤں سے نکلنے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی۔

(جنگ لاہور ۵ر مارچ)

گستاخ رسول سلیمان اظہر کے خلاف کامیاب تحریک

ایڈنبرا یونیورسٹی انگلینڈ سے پی ایچ ڈی کر کے آنے والے پروفیسر سلیمان اظہر نے اپنے تحقیقی مقالہ "رسول اللہ ﷺ کا نظام سراغرسانی" میں سرور کائنات و فخر موجودات حضرت محمد ﷺ کی شان اقدس میں دریدہ دہنی کا ارتکاب کیا' جس میں ڈاکٹر مذکور نے لکھا کہ۔

○۔ مدینہ کی ریاست فوجی ریاست تھی۔

○۔ خلفاء اربعہ نے اپنے لیڈر کی کوئی تاریخ نہیں لکھی۔

○... مدینہ کے انصار زراعت پیشہ تھے جبکہ مہاجرین تجارت پیشہ۔ مہاجرین کو رہائش و خوراک کی ضرورت تھی۔ رسول اللہ (ﷺ) نے اس مسئلہ کا فوری حل تلاش کرلیا اور وہ تجارتی قافلوں پر ڈاکے ڈالنا۔

○... پہلی دو ناکام کوششوں میں محمد(ﷺ) نے نظام جاسوسی میں اپنے ایجنٹوں پر تکیہ نہ کیا بلکہ خود ایک سراغرساں کی حیثیت اختیار کرلی(اناللہ و انا الیہ راجعون)۔

نعوذ باللہ یہ ایک مسلمان(نام نہاد) پروفیسر کی تحقیق ہے جو اسلامیہ یونیورسٹی میں اسلام کی تعلیم پر مامور ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں لڑی جانے والی تمام جنگیں دفاعی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور کے زمانہ میں جانبین سے مقتولین کی تعداد چند سو سے زیادہ نہیں۔ مہاجرین کی رہائش و خوراک کا مسئلہ درپیش ہوا تو مقالہ نگار کے بقول "مکی قافلوں پر ڈاکہ زنی کا پروگرام بنایا گیا۔"(نعوذ باللہ من ذالک) اپنے پیٹوں پر پتھر باندھ کر خندق کھودنے والے جلیل القدر نبی ﷺ اور ان کے عظیم المرتبت صحابہ کرامؓ پر یہ الزام عائد کرنا کہ وہ ڈاکہ زنی کرتے تھے اور وہ بھی پیٹ پوجا کے لئے' پرلے درجے کی نافہم اور ناپاک گستاخی ہی نہیں بلکہ جہالت اور لاعلمی کی معراج بھی ہے۔

گر ہمی مکتب وہمیں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

مذکورہ بالا ملعون مقالہ کے مندرجات جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے خدام کے علم میں آئے تو مجلس نے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام اور رہنماؤں پر مشتمل مجلس عمل کا اجلاس مورخہ ۲۸ر مئی بروز اتوار چھ بجے شام دفتر ختم نبوت غلہ منڈی میں طلب کیا۔ جس کی صدارت مجلس عمل کے جنرل سیکریٹری اور معروف بریلوی عالم دین مولانا عبدالحکیم نے کی اور درج ذیل فیصلے کئے گئے۔

○... ڈاکٹر سلیمان اظہر کے مقالہ حضور سرور کائنات ﷺ(فداہ ابی و امی) کی شان اقدس میں ہرزہ سرائی کی پرزور مذمت کی گئی اور ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو اس کے مندرجات پر غورو فکر کرنے کے بعد قانونی کارروائی کرے گی۔ کمیٹی مولانا عبدالحکیم' مولانا محمد سعید عتیقی' محمد اسماعیل شجاع آبادی' جناب محمد عبداللہ قریشی ایڈووکیٹ' جناب حافظ عبید الرحمان ایڈووکیٹ' پروفیسر محمد اکرم چوہدری' پروفیسر نذیر احمد بھٹی پر مشتمل ہوگی۔

کمیٹی کے ارکان نے مذکورہ بالا تیسر(مقالہ) حاصل کیا اور اس کے قابل اعتراض مندرجات پر غورو فکر کیا اور دیگر وکلاء سے مشورہ بھی کیا۔ کمیٹی اس نتیجہ پر پہنچی کہ اس مقالہ میں نہ صرف مندرجہ بالا قابل اعتراض چیزیں ہیں بلکہ اور بھی کئی ایک خلاف حقیقت باتیں موجود ہیں۔ چنانچہ ۱۸ر مئی کو مجلس عمل کا اجلاس قصر ختم نبوت غلہ منڈی میں منعقد ہوا۔ جس میں کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ جناب محمد عبداللہ قریشی' حافظ عبید الرحمان ایڈوو کیٹس نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں ۱۸ر مئی کو بار ایسو سی ایشن کا اجلاس طلب کرلیا گیا ہے۔

مجلس عمل نے اپنے اجلاس میں کہا کہ ۱۸ر مئی کو بار ایسو سی ایشن کے ممبران موہن رسول ﷺ سلیمان اظہر کے متعلق جو فیصلہ کریں گے' مجلس عمل نہ صرف اس کی تائید کرے گی بلکہ ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون بھی کرے گی۔ اس سلسلہ میں مجلس عمل کے وکلاء ممبران جناب عبداللہ قریشی' حافظ عبید الرحمان ایڈوو کیٹس کو مکمل اختیار دیا گیا۔

نیز یہ فیصلہ کیا گیا کہ وکلاء کے فیصلہ کے بعد مجلس عمل کا ایک وفد جس میں حاجی سیف الرحمٰن' محمد عبداللہ قریشی' حافظ عبید الرحمٰن' محمد اسماعیل شجاع آبادی شامل ہوں گے' وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی سے ملاقات کرکے ان سے مطالبہ کرے گا کہ ایسے گستاخ' دریدہ دہن' بے دین آدمی کو یونیورسٹی سے الگ کیا جائے اور اس کے مقالہ کو ضبط کرکے نذر آتش کیا جائے۔

○۔ اس کے خلاف اہانت رسول ﷺ کا کیس درج کیا جائے۔

○... مجلس عمل کا آئندہ اجلاس ۱۷ر جون قصر ختم نبوت غلہ منڈی میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا غلام مصطفیٰ نے کی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مجلس عمل کا ایک وفد لاہور ہائی کورٹ بہاولپور بینچ کے جج مسٹر جسٹس منیر احمد خاں سے ملاقات کرے گا۔ جس میں انہیں مسئلہ کی حساسیت اور مسلمانان پاکستان(بالعموم) اور مسلمانان بہاولپور(بالخصوص) کے جذبات سے آگاہ کرے گا۔ وفد میں مولانا غلام مصطفیٰ' حاجی سیف الرحمان' مولانا محمد معاذ' مولانا عبدالحکیم' محمد اسماعیل شجاع آبادی' جناب گلزار احمد عظیم ایڈیٹر روزنامہ سیارت شامل ہوں گے۔

○ر۔ ۲ جولائی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کی صدارت میں قصر ختم نبوت غلہ منڈی میں ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے۔

○۔ ڈاکٹر سلیمان اظہر کا مسئلہ ابھی جوں کا توں ہے۔ تحریک مطالبات تسلیم ہونے تک جاری رہے گی۔

○ر۔ ۹ جولائی عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد الصادق میں احتجاجی جلسہ منعقد ہوگا۔ جس میں مجلس عمل میں شامل جماعتوں کے علاوہ مختلف تنظیموں کے نمائندوں کو مدعو کیا جائے۔

○ر۔ ۲ جولائی عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد الصادق سے فرید گیٹ تک جلوس نکالا جائے(حسب فیصلہ جلوس نکالا گیا۔ جس میں ہزاروں مسلمانوں نے موہن رسول ﷺ کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا)۔

○ر۔ ۱۵ جولائی کو مرکزی انجمن تاجران کے تعاون سے پورے شہر میں مثالی ہڑتال ہوئی۔ بلکہ عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ جو جامع مسجد الصادق سے شروع ہوا۔ اسلامیہ یونیورسٹی کے گیٹ پر پہنچ کر جلوس نے جلسہ کی شکل اختیار کرلی جس میں مجلس عمل کے راہنماؤں نے خطاب کیا۔

○۔ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی نے مذاکرات کی دعوت دی جو قبول کرلی گئی۔ چنانچہ مولانا غلام مصطفیٰ' حاجی سیف الرحمان' مولانا محمد یسف' محمد عبداللہ قریشی ایڈووکیٹ نے ملاقات کی۔ وائس چانسلر نے چار روز کی مہلت مانگی۔

○ر... ۱۷ جولائی کو مجلس عمل کے راہنماؤں کا اجلاس مولانا غلام مصطفیٰ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں یونیورسٹی اور سول انتظامیہ کے رویہ کو مایوس کن قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ وعدہ کے مطابق ۱۹ر جولائی تک گستاخ رسول کو برطرف نہ کیا گیا تو ۲۰ر جولائی کو جامع مسجد الصادق میں عظیم احتجاجی کانفرنس ہوگی۔ جس میں آئندہ کالائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا۔

○ر... ۲۰جولائی کو مجلس عمل کا اجلاس ہوا۔ جس میں چانسلرز کمیٹی کے فیصلہ(جس میں ڈاکٹر مذکور کو معطل کرنے کی سفارش کی گئی تھی) پر عدم اعتماد کا اظہار کیا گیا اور اس فیصلہ کو مسلمانان بہاولپور کے دینی جذبات و احساسات سے کھیلنے کے مترادف قرار دیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ یونیورسٹی گیٹ کے باہر احتجاجی کیمپ لگایا جائے۔ جس پر مجلس عمل کے مطالبات درج ہوں۔ کیمپ کی نگرانی مولانا محمد یوسف کریں گے۔

○... نیز اس تحریک کو ضلع اور ڈویژن کی سطح تک بڑھایا جائے۔ پورے ضلع میں ابتداء میں احتجاجی جلسے' جلوس و مظاہرے منعقد کئے جائیں گے۔ تاجروں کے نمائندگان سے ل کران سے درخواست کی جائے کہ اگر مجلس عمل ضلع بھر میں ہڑتال کا فیصلہ کرتی ہے تو تاجران مکمل تعاون کریں۔

one step forward to say: لا أقبل توبة الزنديق

"I will not accept the penitence of a Dualist-Infidel."

By this he means to say that if a person guises his 'Kufr' with Islam and does not repent, when caught in the act, then, (leaving it to Allah whether or not He accepts his penitence), we shall certainly promulgate Allah's Shari'at on him, i.e., shall pronounce capital punishment for him. This is a crime which is similar to adultery in which a person may be penitent (Taaib) for future but his penitence will not save him from death. Therefore, he will be punished under all circumstances. Similarly, hands are to be amputated for stealing.

A thief, on arrest, may offer penitence ('Tauba') but his offence will not go unpunished. It is in this light that Imam Malik says:

لا أقبل توبة الزنادين

"I will not accept the penitence of a Dualist-Infidel." Capital punishment will certainly be given to him, although he may be penitent ('Taaib') a hundred times.

Similar sayings are on record from Imam Abu Hanifa and Imam Ahmad bin Hambal, (Allah's blessing on them.) In books of *'Fiqah'* such as *'Durr-e-Mukhtar'* and *'Shami'* and some others, it is written that if a Dualist-Infidel offers penitence ('Tauba') of his own free will, his penitence will be accepted without capital penalty, provided no one came to know of his offence. Similarly, he will be excused from punishment if he became penitent of his own free will, on Allah's guidance. Therefore, if a Qadiani renounces his 'Qadianism' on his own and offers penitence ('Tauba') then he will be excused. On the contrary, if he offers penitence ('Tauba') after arrest then there will be no excuse, irrespective of his repentance even a hundred times.

DIFFERENCE BETWEEN APOSTATE AND DUALIST-INFIDEL:

Shari'at enjoins upon us to preach to the apostate. If he as a result of preaching, undertakes penitence ('Tauba'), he will save himself from capital punishment but this does not apply to a dualist-infidel. There is another saying from Imam Malik and Imam Abu Hanifa, and one from Imam Ahmad, (Allah's blessings on them all), that penitence ('Tauba') of a dualist-infidel is not acceptable because he has committed the crime of dualist infidelity (Zindaqa), i.e., he applied false coating of Islam over his 'Kufr.'

I repeat, he has sold pork as mutton and wine as 'Zam-Zam.' This is a crime which is not excusable and is certainly punishable with capital sentence.

QADIANIS' COVENANT OF 'KUFR'

My purpose here is not to tell you why Qadianis are 'Kafirs.' What I do wish to tell you is that in spite of their being diehard 'Kafirs' they present their 'Kufr' with the label of 'Islam'. Take the case of our Kalimah Tayyiba لا إلٰهَ إلا الله مُحَمَّدٌ رَّسُولُ الله.

They do not believe in our 'Kalimah'. How can they claim to be Muslims? Please understand this clearly that a person who doubts in their being a 'Kafir' is not a Muslim. They pretend to be Muslims and say, "We are Musalman, we are only a sect of Islam called Jamat-e-Ahmadiya." But they are liars. They have established their colony near London and have named it "Islamabad" and behave as protagonists of Islam. When they come across a Muslim they deceive him and tell him: "You see, we offer 'Namaz', keep fasts, do this and do that and we consider Hazrat Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم as 'Khatam un Nabieen', i.e., the last of the Prophets." They play fraud on simple ignorant Muslims and assure them that every person who enters their 'Jamaat' has got to agree to one condition of their Charter of Loyalty which reads as follows:

"I acknowledge Hazrat Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم as 'Khatam un Nabieen' with all sincerity of my heart."

By this covenant they deceive poor simple Muslims.

WHY QADIANIS ARE DUALIST-INFIDELS (ZINDIQ)

They are so for the simple reason that they pour Islam into their mould of 'Kufr' and label urine as 'Zam-Zam' and dog's carrion as 'Halal'. The whole world knows that Allah's Prophet Muhammad, صلی اللہ علیہ وسلم.. was the last of the Prophets. This Islamic doctrine of finality of prophethood is a definite certainty. On the occasion of his farewell Haj, the Prophet declared:

who gilt-edges, his 'Kufr' with the gold of Islam and tries to present it as real Islam.

WHO IS AN APOSTATE

An apostate (Murtad) is a person who abandons Islam. A precept should be understood here which is recorded in the books. All the four schools of 'Fiqh' unanimously agree that in case of an apostate (Murtad), Shari'at allows him three days to enable him to remove his doubts. All possible efforts should be made to clarify his doubts. If he understands and re-enters Islamic fold, well and good; otherwise he should be got rid off. This precept is known as 'killing of apostate' (Qatl-e-Murtad). None of the Imams differs on this issue. Laws of all civilised countries and governments award death punishment to rebels. As apostate is a rebel of Islam, therefore apostasy (Irtidad) is punishable with death.

CONCESSION OF SHARI'AT FOR APOSTATE

Islamic Shari'at offers a concession to its rebels while laws of the world do not do so. They must put their traitors to death even if they beg for mercy after their arrest and award of sentence.

Take the example of a rebel of any modern government. He may repent, beg to be excused or vouch for good behaviour a hundred times, assuring the government that in future he will never resort to revolt; still he will not be heard. The capital sentence will be executed on him. His repentance will be unacceptable. At no cost will he be excused.

But Islamic Shari'at Law gives a concession to its rebel. The Apostate (Murtad) is allowed three days to think over. He is advised to withdraw and renounce his apostatic stance. If he assures for future and is repentant, he is not punished. In spite of this humane concession afforded by Shari'at, Non-Muslims criticise the Islamic punishment.

It is a matter of surprise that there are no objections to the hanging of a person when caught in conspiracy, say for toppling the lawful Governments of the American President or the Russian President or the Pakistani President. Conspirators are sentenced to death and no law of any civlised court disagrees with this.

Why do then people disapprove of punishing a person who rebels against Allah's Prophet صلی اللہ علیہ وسلم and say: Do not put him to death! Islam does concede three days' grace to enable the apostate to remove his doubts and come back into the Islamic fold. If he begs for mercy or repents, Shari'at grants him his life back. But if he is adamant and refuses to renounce his apostasy then Allah's sacred soil must be cleaned of his foul existence.

APOSTASY IS A DEADLY DISEASE OF MILLAT: WHY?

It is so because it takes the form of a carbuncle which stinks. If a malignant growth (Allah forbid) appears on some part of human body, doctors advise its amputation. Who would call this a tyranny over the patient? Rather a favour to him! By this removal the sound parts of the body are saved from septic poisoning, else death would be certain. Therefore it is wise to cut away the diseased part to protect he healthy part.

In the same way apostasy is a carbuncle of Islamic Millat. The malignant part, i.e., the Murtad, despite preaching does not retrace his steps. Therefore, cancerous malignancy must necessarily be removed otherwise his poison will gradually travel inside the entire physiology of the Islamic Millat. This indeed is the unanimous verdict of the four Imams, and theologians and doctors of Shari'at law. Wisdom and sagacity demands it. The safety of Millat lies in it.

ORDER OF SHARI'AT FOR DUALIST-INFIDEL: ZINDIQ

A dualist-infidel is worse than an apostate, because he is bent upon presenting his 'Kufr' as Islam. Imam Shafai and Imam Ahmad, in their well-known sayings, were pleased to ordain that a dualist-infidel (Zindiq) is governed by the same orders as an apostate (Murtad); that is, afford him a chance first, give him time to repent and permit him to return to the Islamic fold. If within three days he does so, leave him unscathed, otherwise it is obligatory to award him capital sentence.

VIEWS OF IMAM MALIK:

Imam Malik, (Allah's blessing on him), goes

and calls it wine. Another man also sells wine but pastes a label of 'Zam-Zam' on the bottle, i.e., he is selling wine under the name of 'Zam-Zam'. Both persons are criminals but who is a greater criminal? You know the answer.

Take another example: There is a butcher who is selling pork. He sells it as such. Clearly he says this is pork. Whosoever wants to buy may buy it. Certainly he is a criminal in Shari'at for selling pork. Against this is a person who sells pork but calls it mutton. Now both these persons have committed a crime in Islamic Law; but sky-high is the difference in the nature of the offence between the two. One sells 'Unlawful,' i.e., 'Haram' calling it 'Unlawful,' Haram. The other sells 'Unlawful' Haram, calling it 'Lawful', i.e. 'Halal.' Anybody, unawares, could fall into his trap and eat 'Unlawful-Haram' pork thinking it to be 'Lawful-Halal' mutton.

Thus the difference between a butcher selling pork as mutton and a butcher selling pork as pork is precisely the difference between a Qadiani and other Non-Muslim such as Jew, Christian and Hindu, etc. 'Kufr' is 'Kufr' in both cases because it is negation of Islam. But 'Kafirs' of the world do not put label of Islam on their 'Kufr' and do not propagate their 'Kufr' as Islam. A Qadiani, on the other hand, puts a label of Islam on his 'Kufr' and deceives Muslims by saying this is Islam.

CATEGORIES OF 'KAFIRS'

So far I have spoken to you in general terms. I shall explain the theology.

'Kufr' is of several kinds but three are very obvious:

First: The 'Kafir' who is undoubtedly a 'Kafir.'

Second: That 'Kafir' who is 'Kafir' from inside but pretends as Muslim from outside.

Third: That 'Kafir' who tries to label his 'Kufr' as Islam.

Category No. 1:

Jews, Christians, Hindus, etc., are unmistakably and undoubtedly 'Kafirs.' The Polytheists (Mushrikeen) of pre-Islamic Makkah were also included in this category. All of them are openly Kafirs.

Category No. 2:

In the second category are 'Hypocrites' (Munafiqeen) who recite لا إله إلا الله محمد رسول الله with the tongue but hide 'Kufr' in their hearts. In their case, Allah, the Exalted, proclaims:

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ

"When Hypocrites come to you they say, "We believe in you as Allah's Prophet."

وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ

"And Allah knows that you are certainly Allah's Prophet."

وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ

"And Allah testifies that Hypocrites are perfect liars."

Thus the 'Kufr' of 'Hypocrites' (Munafiqeen) is greater than that of normal 'Kafirs' because by reciting Kalimah Tayyiba لا إله إلا الله محمد رسول الله they add lies to 'Kufr.'

Hazrat Imam Shafai, (Allah's mercy on him), used to say about Ibrahim bin Ulayya: "I am his opponent, so much so, that I shall oppose him even if he recites لا إله إلا الله محمد رسول الله

It means that some persons are so compulsive liars that they lie even in 'Kalimah Tayyiba' because their 'Kalimah' is a show of falsehood.

Category No. 3:

The 'Kufr' of the third category exceeds the Kufr' of the second category because their offence is that they call their 'Kufr' as Islam. They present pure 'Kufr' in the nomenclature of Islam by twisting the verses of the holy Quran, the sacred 'Ahadith' of the Prophet صلى الله عليه وسلم the statements of his Companions and sayings of revered saints in order to prove their 'Kufr' as Islam. Such men are called *zindiq* (Dualist-infidels) in Shari'at terminology.

To sum up, the three categories are Unbelievers; (Kafir); Hypocrites: (Munafiq); and Dualist-Infidel: (Zindiq).

'Kafir' (Unbeliever) is a person who does not believe in Allah and the Prophet صلى الله عليه وسلم neither outwardly nor inwardly. 'Munafiq' (Hypocrite) is a person who hides 'Kufr' in his heart and his recitation of 'Kalimah' is false. He is a pretender. 'Zindiq' (Dualist-Infidel) is a person

PART 1

DIFFERENCE BETWEEN MUSLIMS AND QADIANIS

(Highlighting the Difference between Qadianis and Other Unbelievers)

By
Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Compiled by:
Maulana Manzoor Ahmad Al-Hussaini

Translated by:
K. M. Salim

Edited by:
Dr. Shahiruddin Alvi

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله وسلام على عباده الذين اصطفى

GENTLEMEN!

I want to tell you briefly how Qadianis differ from other 'Kafirs'. But before I do so, I shall answer a question which is in the minds of some of our brothers.

THE QUESTION (in three parts):

Firstly: Why is it that an organization called Aalami Majlise Tahaffuze Khatme Nubuwwat has been set up, specifically aiming to pursue Qadianis to whichever part of the world they go and expose them by Allah's help and with the cooperation of Muslim brethren when there are other non-Muslims also in the world, such as Jews, Christians, Hindus, Sikhs, Buddhists, etc?

Secondly: Why is there no such organization against any other 'Kafir' community?

Thirdly: What was the reason for such stalwarts of Islam as Imam-u-asr Muhammad Anwar Shah Kashmiri, Sheikh-ul-Islam Maulana Muhammad Yusuf Binnori, Ameer-e-Shariat Ataullah Shah Bukhari, and Hazrate Aqdas Maulana Mufti Mahmood, (Allah's mercy on all of them), to have attached so much importance to counter the 'Kufr' of Qadianis that it was considered necessary to establish an organization, on an international level, namely Aalami Majlis-e-Tahaffuz-e-Khatme Nubuwwat?

ANSWER:

Before I answer, I sum up the question which in short is: What distinguishes a Qadiani from other Non-Muslims?

First I lay before you an example:

You know that wine is prohibited in Shari'at. Drinking wine, manufacturing and selling it are all prohibited, i.e., 'Haram.' Similarly, you know that a pig is filthy and impure. Selling its meat which is called pork and its eating, giving or conveying are absolute prohibitions, i.e., 'Harame Mutlaq.' Everyone is aware of these precepts.

Now imagine a situation: A man sells wine

بقیہ: آپ کے مسائل

.....وھذا حدالعمق والمقصود منه المبالغة فی منع الراحة بنش السباع و القھستانی :وطوله علی قدر طول المیت و عرضه علی قدر نصف طوله.

(در مختار علی حاشیہ ردمختار ج ۲ ص ۲۳۴)

نمبر۱۲ ۔ قبر کی ظاہری شکل اونٹ کی کوہان کی طرح ڈھلواں ہو اور اس کی اونچائی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہو۔

قبروں کو چبوترے کی طرح بنانا، چوکور یا بہت اونچا کرنا، پختہ کرنا چونے سے لیپ کرنا یا اس پر مثل گنبد یا قبہ کے کوئی عمارت بنانا جائز نہیں۔ اس کے علاوہ قبر پر کوئی چیز (نام وغیرہ) بطور یادداشت لکھنا ضرورت ہو تو اجازت دی ہے، لیکن قبر پر یا اس کے کتبہ پر قرآن کریم کی کوئی آیت لکھنا یا شعر یا مبالغہ آمیز تعریفی کلمات لکھنا مکروہ ہے۔

نمبر ۱۳ ۔ جنازے کو پہلے قبر کے غربی جانب یعنی قبر سے قبلہ کی طرف اس طرح رکھیں کہ قبلہ میت کے دائیں طرف ہو پھر دو چار قوی آدمی قبر میں اتر کر سرہانے، پائنتی اور درمیان میں قبلہ رو کھڑے ہوجائیں اور اوپر والوں سے میت کو لے کر بسم اللہ وعلی ملتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہوئے آہستگی سے قبر میں میت کو داہنی کروٹ پر قبلہ رخ لٹادیں۔ آج کل جو رواج ہے کہ میت کو چت لٹاکر منہ قبلہ رخ کر دیا جاتا ہے خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

نمبر ۱۴ ۔ پرانی قبر جس میں میت گل سڑ کر مٹی ہوچکی ہو اور میت کے کوئی نشانات باقی نہ رہے ہوں اس میں دوسرا مردہ دفن کرنا جائز ہے۔ ظاہر ہے کہ بیس تیس سال کے طویل عرصہ میں مردے کے بدن و کفن اور ہڈیوں کے نشانات کہاں باقی رہے ہوں گے الا من شاء اللہ من عبادہ الصالحین! اس لئے ایسی قبر میں دوسرا مردہ دفن کرنا صحیح ہے۔

(قوله' وحضر قبره الخ) شروع فی مسائل الدفن..... قال فی الفتح ولا یحفر قبر لدفن آخر الا ان بلی الاول فلم یبق له عظم الا ان فتضم عظام الاول ویجعل بینھما حاجز من تراب .. وقال الزیلعی ولو بلی المیت وصار ترابا" جاز دفن غیر فی قبر وزرعه والبناء علیه اھ۔

(در مختار علی حاشیہ ردالمختار ج ۲ ص ۲۳۳)

ولو بلی المیت وصار ترابا" جاز دفن غیر فی قبر وزرعه والبناء علیه کذافی التبیین۔ (فتاوی ھندیہ ج ۱ ص ۱۶۷)

دہشت گرد و تخریب کار کون؟

کیا حکومت اِن کو کیفرِ کردار تک پہنچائے گی

پاکستان میں تخریب کاری، دہشت گردی، قتل و اغوا کی منظم واردات پر پاکستان کا شہری سراسیمگی اور خوف و ہراس کا شکار ہے۔ افسردہ، خوف زدہ اور پریشان ہے۔ ہر شخص چیخ اٹھا ہے کہ اس میں اسرائیل، بھارت اور امریکہ کے ایجنٹ ملوث ہیں۔ ملکِ عزیز کو دشمن تباہ کن حالات سے محض اس لیے دوچار کر رہا ہے کہ یہ طاقتیں پاکستان کی افواج اور پرامن ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنا چاہتی ہیں۔ آئیے دیکھئے اِن پاکستان دشمن طاقتوں کا پاکستان میں ایجنٹ کون ہے؟

اسرائیل اور مرزائی

(۱) اسرائیل میں مرزائی مشن قائم ہے۔ (بجٹ آمد و خرچ تحریکِ جدید سنہ ۱۹۶۳-۶۲ء صفحہ ۳۵) اور اسرائیلی فوج میں چھ سو قادیانی ملازم ہیں۔ (ہفت روزہ طاہر لاہور ج ۵ ش ۲۴ صفحہ ۱۵)

(۲) اسرائیل میں مرزائی مشن کے انچارج کا اسرائیل کے صدر سے رابطہ ہوتا ہے۔ (۱۴ر جنوری ۱۹۸۶ء نوائے وقت لاہور)

بھارت اور مرزائی

(۱) مرزائی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر آنجہانی نے اعلان کیا کہ پاکستان و ہندوستان کی تقسیم عارضی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ "اکھنڈ ہندوستان" بن جائے۔ (الفضل قادیان ۱۶ر مئی ۱۹۴۷ء)

(۲) مرزائی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کی تقسیم غیر فطری ہے۔ اس تقسیم کو ختم کر کے ایک ہو جانا چاہیے۔

امریکہ اور مرزائی

(۱) امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کو ختم کرانے کے لیے دباؤ اور امداد کی بندش و بحالی کو اس سے وابستہ کرنا۔

(۲) حالیہ فسادات و تخریب کاری اور دہشت گردی سے قبل ایک ماہ میں "امریکی سفارت کار دل" کا ربوہ میں تین بار آنا۔ مرزائی قیادت سے علیحدگی میں ملاقاتیں جس کی تفصیلات کا پاکستان کی ایجنسیوں کو بھی علم نہیں۔ (حالیہ اخبارات۔ جنگ، نوائے وقت لاہور)

جس طرح

دُنیا بھر کے یہودی "مسلمان اور مسلم حکومتوں کے خلاف منظم سازشوں میں مصروفِ کار ہیں۔ اسی طرح قادیانی جماعت "سیاسی پناہ" کے نام سے منظم طریقے سے اپنے افراد کو تخریب کاری و دہشت گردی کی تربیت کے لیے بیرونِ ملک بھجوا رہی ہے۔ اِن تخریب کاروں کے آنے جانے کا یہ عمل مسلسل کئی سال سے جاری ہے۔

اِن حالات میں

حکومتِ پاکستان اپنی ذمّے داری کا احساس کرے، غیر ملکی ایجنٹ، سازشی گروہ پر مقدمہ چلائے اور قادیانی جماعت کو خلافِ قانون قرار دے کر ان کے اثاثوں کو منجمد کرے۔

شعبۂ نشر و اشاعت: **عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت (ملتان، پاکستان)**